THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, September 05, 2012

(85^{th} Session)

Volume IX No. 03

(Nos.)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ..………....…….	1
2.	Questions and Answers ………………………….	2
3.	Leave of Absence ……………..…………….……	
4.	Presentation of Report of the Standing Committee on Defence & Defence Production……………….	
5.	Points of Order……………………………………	

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VIII No. 03 **SP.IX(03)/2012** 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, September 05, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 45 minutes past five in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَهُوَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۗ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٣﴾ وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ
قَبْلِكَ ۗ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿٤﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا
وقفة وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿٥﴾

ترجمہ : اللہ تعالیٰ انسانوں کے لیے جو رحمت (کا دروازہ) کھول دے تو کوئی اس کو بند کرنے والا نہیں اور جو بند کردے تو اس کے بعد کوئی اس کو کھولنے والا نہیں ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ لوگو اللہ تعالیٰ کے جو تم پر احسانات ہیں ان کو یاد کرو۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق (اور رازق) ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم کہاں بہکے پھرتے ہو۔ اور (اے پیغمبر) اگر یہ لوگ تم کو جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی پیغمبر جھٹلائے گئے ہیں۔ اور (سب) کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ لوگو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ تو تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ (شیطان) فریب دینے والا تمہیں فریب دے۔

(سورۃالفاطر: آیات 2 تا 5)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جزاک اللہ۔ We may now take up questions. Question No.9, Col.

Syed Tahir Hussain Mashhadi *sahib.*

Q.9

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary question? Yes, Mashhadi *sahib.*

(Followed by T02)

T02-05Sept2012 Rauf/Sial Ed/Altaf 5-50/UR10

Mr. Deputy Chairman: We take up questions. Question No. 9, Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi *sahib.*

Q.No.9

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, my question is that if you look at the reply that has been given by the honourable Minister here, he has stated that 1191Km roads were constructed. The Sindh province was lucky as so much justice was done to the people of Sindh. So much fairness was shown by constructing one 40Km of roads for the province of Sindh. Gilgit-Baltistan has got only 30Km while Punjab got 272Km, Balochistan of course, was needed 500Km roads i.e. good and for Khyber Pakhtunkhwa 302Km. But why is the province of Sindh being victimized? Why so little is being spent on the roads structure in Sindh when there is such a demand for roads in the interior of Sindh. You can hardly go for point-a to point-b; anywhere in the interior of Sindh without having to cross bumpy and the broken down roads and the roads they don't exist and yet only 40Km, this is discrimination against the province which is unfair, unjust. It is against the Constitution. It is against all norms of provincial autonomy and justice. So, I would like to have the answer to this that why there is only 40Km in Sindh. Thank you Mr. Chairman.

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ (وزیر مملکت برائے داخلہ امور): جناب چیئرمین! بالکل ایسے ہی ہے جیسے detail جواب میں آئی ہے اس میں total number of roads ہیں اس میں پنجاب کا 272 کلومیٹر ہے۔ سندھ کا 40 کلومیٹر ہے، بلوچستان کا 500 کلومیٹر ہے، خیبر پختونخوا کا 302 کلومیٹر ہے، AJK اور Capital Territory وغیرہ سب کا ملا کر یہ 1191Km بنتے ہیں لیکن معزز سینیٹر صاحب نے سندھ کے حوالے سے یہ اعتراض اٹھایا ہے تو یہ total 52 projects تھے اور انہوں نے اپنے سوال میں specific period دیا ہے جو 2009-10, 2010-11 ہے۔ سندھ کے پراجیکٹ جو already وہاں چل رہے تھے وہ ان دو سالوں سے پہلے ہی مکمل ہو چکے ہیں۔ پچھلے تین سال سے National Highways کے 52 بڑے ongoing projects ہیں جس میں کچھ مکمل ہو گئے ہیں اور

کچھ ongoing ہیں۔ سندھ کے جو پراجیکٹس تھے وہ پہلے ہی مکمل ہو چکے ہیں اس لیے یہ کوئی discrimination نہیں ہے، بلکہ یہ progress ہے کہ سندھ کے projects پہلے ہی مکمل ہو چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، زاہد صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب منسٹر صاحب بتائیں کہ میرے صوبے میں جو 302 کلومیٹر بتا رہے ہیں اور بلوچستان میں 500 کلومیٹر بتا رہے ہیں۔ مجھے ایک road بتا دیں یا ایک road کا نام لے لیں کہ یہ فلاں 302 Km road ہے یا دو، تین، چار roads وہ 2Km مکمل ہو چکے ہیں۔ میرے خیال میں یہ اتنا بے حس جواب ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ وزیر موصوف پہلے بھی Minister of State for Communication رہ چکے ہیں اور ان کو پتا ہے کہ ہم ان projects کے لیے کتنا لڑتے رہے ہیں۔ اس جواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی منسٹری کی بے خبری ہے اور یہ بیچارہ تو کسی اور منسٹری کا وزیر ہے اور وزیر برائے مواصلات کی طرف سے جواب دے رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا سپلمنٹری کیا ہے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: میرا سوال یہ ہے کہ مجھے بتا دیں کہ میرے صوبے میں کونسی روڈ پختونخوا میں 302 کلومیٹر میں مکمل ہوئی ہے۔ مجھے بتائیں تو سہی۔ ہاؤس کے ساتھ یہ کیا مذاق کر رہے ہیں؟

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب، ایسا نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میرے پاس اس کی پوری detail ہے یہ چاروں صوبوں کی لمبی details ہوں گی تو میں زاہد صاحب کو ابھی detail دے دیتا ہوں ان کے جو periods اور ان کی جو total cost ہے جو PC-1 ہے میں آنریبل ممبر کو ساری detail ابھی دے دیتا ہوں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب، مجھے بتانے کی بجائے آپ ہاؤس کو بتا دیں کہ کونسا روڈ ہے اور آپ نے ہاؤس کو غلط جواب دیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد صاحب، دیکھیں، آپ نے اپنا سوال پوچھ لیا اور جب منسٹر صاحب آپ کو assure کر رہے ہیں تو وہ آپ کو بتائیں گے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: کب بتائیں گے۔ جناب، ابھی ہاؤس کو بتائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی میں دوں گا۔

سینیٹر محمد زاہد خان: وہ ہاؤس کو بتائیں۔ مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔ کیونکہ میرا personal مسئلہ تو نہیں ہے۔ ہاؤس کو بتائیں یہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے اور آپ کا ہر منسٹر کہتا ہے کہ میں ممبر کو بتاؤں گا اور ممبر کے ساتھ بیٹھوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آنریبل سینیٹر صاحب دیکھیں، اس سوال میں کوئی detail تو پوچھی نہیں گئی تو آپ details personally وزیر صاحب سے پوچھ لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: سوال کے جواب میں یہ بتاتے ہیں کہ اتنے کلومیٹر سڑک بنائی گئی ہے جب منسٹر کو یہ بھی علم نہیں ہے اور جب منسٹر صاحب کو briefing دیتے ہیں تو ان سے پوچھ لیتے کہ اگر کوئی مجھ سے سوال کرے گا تو آپ مجھے بتادیں کہ میں کس روڈ کا بتادوں کہ یہ اتنا کلومیٹر ہے۔ یہ تو حقیقت ہے اور یہ تو ہونا چاہیے۔ جب یہ نہ ہو تو پھر ایسے جواب آتے ہیں اور ایسے جواب دے کر چلے جاتے ہیں جس کا کوئی مطلب اور معنی نہیں ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ ہاؤس کا time ضائع ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کوئی اور کسی نے سپلمنٹری کرنی ہو۔ اسی سلسلے میں آپ کا سپلمنٹری سوال ہے۔ جی،

سینیٹر حمداللہ: جناب چیئرمین! میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور ہمیں پتا نہیں ہے کہ یہ کس چیز کا منسٹر ہے یہ Communication کا ہے یا کس کا ہے۔ ہمیں ابھی تک اس چیز کا پتا نہیں ہے۔ جہاں تک ہماری معلومات ہیں یہ پنجاب پیپلز پارٹی کا صدر ہے لیکن اس کی منسٹری کا ہمیں پتا نہیں ہے۔ وہ مجھے یہ بتادیں کہ بلوچستان کے بارے میں انہوں نے جو فگرز دیے ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں اور چیئرمین صاحب! آپ کا تعلق بھی بلوچستان سے ہے، انہوں نے 500 کلومیٹر کی بات کی ہے۔ مجھے بلوچستان کے بارے میں بتادیں کہ کوئٹہ سے مستونگ، مستونگ سے منگوچر، قلات، پھر آگے ژوب، میرانی خیل، مغل کوٹ، پھر کوئٹہ تا چمن، انہوں نے جتنے کام کیے ہیں یہ 500 کلومیٹر کام کہاں کیے ہیں؟ یہ figure اور تفصیل ہمیں بتادیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! میں as a Cabinet member بتا رہا ہوں کہ ایسی کوئی پابندی تو نہیں ہوتی لیکن میں نے پہلے جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب کو بتایا ہے کہ میں جواب دوں گا تو جہاں تک معزز سینیٹر صاحب کے سوال کا تعلق ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس کی لسٹ دے دیتا ہوں کہ بلوچستان کا انہوں نے جو ذکر کیا ہے۔ اس میں پہلا پراجیکٹ ہے widening and improvement of Kararo N-25 یہ 96 کلومیٹر ہے اس کے بعد خانوزئی، مسلم باغ، M-50 پر ہے وہ بھی 50 کلومیٹر ہے۔ اس کے بعد تیسرا منصوبہ فراری ڈبت سیکشن ہے، اس کا 34 کلومیٹر ہے۔ Rehabilitation of flood damages اور ماڑو پسنی سیکشن 151 کلومیٹر ہے۔ اسی طرح مسلم باغ قلعہ سیف اللہ کی سڑک 50 کلومیٹر ہے اور حب کی 85 کلومیٹر ہے۔ اس کے بعد Link service road from adjoining villages to M-8 یہ 34 کلومیٹر ہے۔ یہ 500 کلومیٹر کی roads ہیں۔ جس کی تفصیل میں نے بتادی ہے۔ اس کے بارے میں contract, consultants, date of start وغیرہ کا سارا چارٹ میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ حاصل کرنا چاہیں تو ابھی لے لیں یا میں اس کا بتا دیتا ہوں۔

سینیٹر حمداللہ: جناب چیئرمین! ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پانچ سال میں آپ یا ارباب عالمگیر صاحب کبھی مسلم باغ، قلعہ سیف اللہ، حب، کا کبھی دورہ کیا ہے۔ میں تو روز آیا جایا کرتا ہوں۔ آپ کو پتا ہے کہ 10 کلومیٹر ادھر بنے ہیں۔ کاغذوں میں ہے۔ اصل میں المیہ تو یہی ہے کہ کاغذوں میں اور فائلوں میں سب کچھ موجود ہے لیکن زمین پر کچھ بھی نہیں ہے۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا صاحب جیسے انہوں نے زاہد صاحب کو کہا تھا کہ مجھ سے مل کر detail لے لیں۔

سینیٹر حمد اللہ: زاہد صاحب بیچارے کی تو غرض یہی ہے۔زاہد صاحب بھی یہی رونا رو رہے ہیں کہ ایوان کو بتا دیں۔اس طرح تو یہ ایوان نہیں چل سکتا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب آپ کو detail دے دیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک وقت میں ایک ممبر بولیں۔

آگے۔۔یو۔۔۳۔۔

Azhar/Ed.Javaid ur6 t03-05sep2012

(مداخلت)

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: وہ میں نے پڑھ دیے ہیں۔اگر further details چاہتے ہیں تو میں ابھی ایوان میں پڑھ دیتا ہوں۔

(مداخلت)

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! انہوں نے ایک کلومیٹر سڑک بھی نہیں بنائی۔ یہ پیسے نہیں دیتے، پچھلے سال آٹھ ارب روپے کا بجٹ تھا، آپ نے دو ارب روپے بھی نہیں دیے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بنگش صاحب، وہ بات کر رہے ہیں، پہلے وہ ختم کر لیں۔

سینیٹر حمد اللہ: آپ کو پتا ہے، آپ کا تعلق بلوچستان سے ہے۔انہوں نے وڈھ اور فلاں فلاں کے جو figures بتائے ہیں، کیا یہ بن چکے ہیں؟ کیا یہ figures صحیح ہیں یا غلط؟ اگر آپ کو پتا نہیں ہے تو جواب نہیں آنا چاہیے تھا۔ متعلقہ وزیر کو آنا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جب honourable minister کہتے ہیں تو we should believe it.

سینیٹر حمد اللہ: ہم جو practice دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کون سا طریقہ کار ہے؟ جو ریکارڈ ہے، جو موقع پر ہے، وہ میں نے پڑھ کر سنا دیا ہے۔ میرے معزز ممبر کس criteria پر کہہ رہے ہیں کہ یہ ایسے ہی کہہ رہے ہیں۔ میرے پاس ثبوت ہے۔ میں contractors بتا دیتا ہوں۔ PC-1 کتنا ہے، ہر چیز بتا دیتا ہوں۔ آپ ادھر یہ کہہ رہے ہیں کہ سب غلط ہے۔ یہ کیا طریقہ ہے؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلا سوال، مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل ریٹائرڈ سید طاہر حسین مشہدی: جناب! معزز وزیر صاحب نے۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بنگش صاحب، سینیٹ کی Standing Committee for Communication ہے you can take up the matter there. آپ جائیں، وہاں inspection کریں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: Legally we can't refer it. آپ اپنے طریقے سے کر لیں۔ ہم اس کو legally refer نہیں کر سکتے۔ یہ کمیٹی بھی آپ ہی کے پاس ہے، آپ اپنے آپ اس معاملے کو لے لیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: اس میں ان کا قصور نہیں ہے، ان کو bureaucracy نے جو information دی، وہ غلط ہے۔ یہ inquiry ہونی چاہیے۔ ان کو جن لوگوں نے یہ information دی ہے، ان کے خلاف action لینا چاہیے۔ اس پر کون action لے گا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میں اس کے بعد آپ کو details دے دوں گا۔ انہوں نے آپ کو assurance دے دی ہے۔ میرے خیال میں اب اس مسئلے کو ختم کریں۔ It is ok.

سینیٹر محمد زاہد خان: جب مجھے اس کا علم ہے تو وہ مجھے کیا تفصیلات دیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس پر اتنی باتیں ہو چکی ہیں۔ Only three supplementary questions are allowed آٹھ نو ہو چکے ہیں I think we should move forward.

سینیٹر کامل علی آغا: جب کوئی معاملہ misconception or disinformation کے معاملات میں آئے تو وہ کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے، کیا جاتا رہا ہے۔ میں اس ایوان کے ایسے 50 precedents بیان کر سکتا ہوں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ disinformation ہے تو آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کس کو؟

سینیٹر کامل علی آغا: اس matter کو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب! بات یہ ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! میں یہ کہوں گا کہ یہ کہنا کہ refer نہیں کیا جا سکتا تو Chair کی طرف سے یہ ruling غلط ہو گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب! اگر ماضی میں کیا گیا ہے تو وہ غلط ہوا ہے۔ آپ کی Standing Committee خود in power ہے۔ آپ خود Committee meeting بلائیں۔ منسٹر صاحب آئیں گے۔ منسٹر صاحب آپ کو جواب دیں گے۔ آپ کو assurance دے دیں گے۔ Next question, Mashhadi *Sahib* please.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: بگٹی صاحب! آپ منسٹر صاحب کو سنیں۔ آپ سنیں گے تو تسلی ہو گی۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ میں نے محکمے کا ریکارڈ جو موقع پر department کے پاس ہے، جو صورت حال ہے، وہ House میں بیان کر دی ہے۔ میں دو سال Minister of State رہا ہوں۔ زاہد خان صاحب اور میرے جو دو بھائی بات کر رہے ہیں، وہ ایک ایک چیز جانتے ہیں۔ ان کے پاس Standing Committee کے members ہیں۔ انہوں نے ابھی تک کوئی specific بات نہیں کی کہ فلاں منصوبے کے بارے میں جواب غلط ہے۔ کوئی specific allegation نہیں ہے۔ ایک general allegation ہے۔ یہ Standing Committee میں خود بڑے active ہیں اگر کوئی ایسی چیز ہے، وہاں اسے لا کر enquiry کروالیں۔ ہر وہ معاملہ جو Standing Committee میں ہو، وہ House سے refer نہیں ہوتا۔ Standing Committee بااختیار ہے۔ وہاں یہ مسئلہ اٹھا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: زاہد صاحب، دیکھیں ministry آپ کے پاس ہے Chairmanship of Standing Committee بھی آپ کے پاس ہے، آپ اس کے ممبر بھی ہیں۔ وہاں آپ کو زیادہ details ملیں گی۔ حمد اللہ صاحب کا matter بھی آپ اٹھالیں، بات ختم ہو گئی ہے۔ ضمنی سوال ختم ہو گئے ہیں۔ کرنل مشہدی صاحب۔

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, you actually very kindly have given me the floor long time back. Honourable minister *sahib*

نے میرے سوال کا جواب دیا۔

Mr. Deputy Chairman: Come to the next question please.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! انہوں نے میرے سوال کے جواب میں یہ کہا کہ یہ development دکھاتا ہے کہ صرف چالیس کلومیٹر ہم نے سندھ کو دیے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے سندھ میں بہت کچھ کر دیا ہے۔ کیا یہ ایوان میں یہ بتانا چاہتے ہیں،۔۔۔ میں نے

2009-10 پوچھا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ previous government نے سندھ میں سب کچھ کر دیا ہے؟ سندھ میں وہ سڑکیں بنا کر چلی گئی ہے اور ان کو ایک میل سڑک بنانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ سندھ میں کسی جگہ پر۔۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Mashhadi *sahib*, come to the next question.

سینیٹر کرنل ریٹائرڈ سید طاہر حسین مشہدی: آپ کہیں جا ہی نہیں سکتے۔ آپ داد و نہیں جا سکتے، کہیں نہیں جا سکتے۔

Mr. Deputy Chairman: Mashhadi *sahib*, come to the next question please.

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, he has given a wrong reply. How has he given only 40 kilometers to Sindh? He has not explained it.

Mr. Deputy Chairman: Col. *Sahib*, minister sahib has given you open.....

سینیٹر کرنل ریٹائرڈ سید طاہر حسین مشہدی: وہ کہہ دیں کہ ہم سندھ کو نہیں دینا چاہتے تو ہم منظور کر لیں گے۔ کہہ دیں کہ we don't care about the people of Sindh تو میں منظور کر لوں گا۔ یہ تو Upper House of the Parliament ہے۔ یہ provinces کی علامت ہے۔ یہ one and only جگہ ہے جہاں ہم بول سکتے ہیں اور اپنے اپنے صوبے کے لیے انصاف مانگ سکتے ہیں۔ اگر ان کی مرضی ہے، سڑکیں بنانا ان کا کام ہے۔ ان کے وزیر صاحب programe بناتے ہیں اور Prime Minister allow کرتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Col. *Sahib*, next question please.

سینیٹر کرنل ریٹائرڈ سید طاہر حسین مشہدی: اگر یہ چاہتے ہیں سندھ میں ایک کلومیٹر سڑک بھی نہ بنائیں تو کھڑے ہو کر کہہ دیں کہ ہم نہیں بنائیں گے مگر یہ نہ کہیں کہ جی ہم نے چالیس کلومیٹر اس لیے دیا ہے کہ ہم نے پہلے ہی بہت سڑکیں بنا دی ہیں۔ یہ اس وقت power میں ہی نہیں تھے۔ انہوں نے کیسے یہ سڑکیں بنا دیں؟

Mr. Deputy Chairman: Col. *Sahib*, you are a seasoned politician, come to the next question please.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار صاحب، وہ کہہ رہے ہیں کہ ongoing schemes ہیں۔ اس پر ایک گھنٹے سے کافی debate ہو گی ہے۔ اگر اس پر reservations ہیں تو آپ بعد میں minister *sahib* سے مل کر بات کر لیں۔ Minister *sahib*, please جن جن کی reservations ہیں، وہ آپ کے پاس آئیں گے، آپ ان سے بات کر لیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار صاحب، آپ سے پہلے حمد اللہ صاحب نے بلوچستان کے issue کو اٹھا لیا تھا۔ جی طاہر صاحب

Q. No.10

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary?

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. I would like to ask the honourable minister

یہ جو ان کا style ہے software companies register کرتے جا رہے ہیں۔ Software is two way weapon, it is a very sensitive thing as well as very beneficial thing. There is no doubt about it that this is internet age and age of learning ہے۔

Mr. Deputy Chairman: What is the specific question please?

Senator Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Sir, if you allow me, I will ask the question. I was asking the question.

آپ نے روک لیا ہے۔ Software companies جب registration کے لیے apply کرتی ہیں، do they have any system to monitor these companies? Do they have any system for intelligence clearance of these agencies? Do they have any system to keep a watch over these companies that what are their activities and what are they doing. How much money do they get at the time of registration and what other benefit do these companies provide to the government and people of Pakistan by being registered here?

آگے۔۔۔۔۔۔04

T04-05SEP2012---ASHFAQ/ED.MOHSIN---UR5---6.10PM

Mr. Deputy Chairman: Yes, Minister for Information Technology and Telecommunications.

جناب چنگیز خان جمالی: شکریہ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب۔ جناب! ان کا PSEB board ہے، اس کے پاس registration کا system ہے، اس کا ایک criterion ہے، جب company criterion follow کرتی ہے تو اس کی registration ہوتی ہے۔ PSEB کا دوسرا کام facilitation and promotion of the IT ہے تو اس میں ساری specific چیزیں آ جاتی ہیں۔ انہوں نے دوسرا سوال regarding registration fee وغیرہ کا کیا ہے، آگے کچھ سوالات ہیں، ان میں کچھ چیزوں کی وضاحت ہو جائے گی، میں ان کو fee کا بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے۔ کسی نے اور کوئی supplementary سوال کرنا ہو، کوئی نہیں ہے۔

Next Question No.13, Mr. Amar Jeet *sahib.*

سینیٹر امر جیت: جناب! میں نے وزیر صاحب سے upper سوات کا سوال کیا تھا اور انہوں نے جواب lower دیر کا دیا ہے، یہ کیا حساب ہے، میں نے مدین، بحرین اور کالام کا سوال کیا ہے اور انہوں نے lower دیر کا جواب دیا ہے۔

جناب چنگیز خان جمالی: جناب! میرے خیال میں سیدو شریف سوات میں آتا ہے۔ یہ سیدو شریف سوات میں آتا ہے؟

سینیٹر امر جیت: یہ lower سوات میں آتا ہے، upper سوات میں مدین، بحرین اور کالام آتے ہیں جن میں سیلاب سے نقصان ہوا ہے۔

جناب چنگیز خان جمالی: جناب! میں آپ کو بتا دوں کہ وہاں پر communication system through wireless ہے، یہ upper سوات کے لیے ہے، اگر اس میں کہیں پر کوئی کمی بیشی ہے تو honourable Senator point out کر دیں اور ہم ان کا کام انشاء اللہ کرا دیں گے۔ as far as the upper Swat is concerned the wireless system is there, اس کی بنا پر وہ چیزیں ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد صاحب! آپ supplementary question کر رہے ہیں، yes, please.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! اس طرح bulldoze نہ کریں جس طرح وزیر صاحب نے کہا اور آپ نے اس کو bulldoze کر دیا۔ میری عرض سن لیں، وزیر صاحب سے ایک district کا پوچھا گیا تھا اور یہ دوسرے district کا جواب دے رہے ہیں، ان کو یہ بھی پتا نہیں ہے کہ سوات کس district میں ہے۔ یہ کیسے بات کر رہے ہیں، ادھر wireless system چل رہا ہے اور ادھر optical fiber system چل رہا ہے، یہ غلط ہے۔ سوات میں آج تک جو flood سے نقصان ہوا ہے، کوئی exchange اور کوئی wireless system کام نہیں کر رہا، ہم نے کئی بار کمیٹی میں یہ بتایا ہے۔ آپ please یہ ensure کر دیں کہ یہاں پر جو لوگ آتے ہیں جو بھی وزیر آتا ہے، وہ جس کی نمائندگی کرتے ہیں، اگر ان کو صحیح information نہیں ملتی تو وہ نہ آیا کریں یا آپ سوال کو defer کریں یا یہ سوال کا جواب لے کر آئیں کیونکہ یہ دیر کا جواب کیسے دے رہے ہیں، بات سوات کی ہو رہی ہے اور دیر کا جواب دے رہے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Yes, Minister *sahib*.

جناب چنگیز خان جمالی: جناب! میرے خیال میں سیدو شریف سوات کا headquarter ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وزیر صاحب! آپ بات کریں۔

جناب چنگیز خان جمالی: جناب! ایک منٹ ٹھہر جائیں، آپ نے سوال کیا ہے تو مہربانی کرکے ہماری بات بھی سن لیں۔ یہ ہمارے respected Senators ہیں، تھوڑا صبر کریں اور میں آپ کا چھوٹا بھائی ہوں، میں حاضر ہوں، کہیں کمی بیشی ہے، انشاء اللہ میں cover کروں گا، لڑنے یا جذبات سے مسائل حل نہیں ہوتے۔ آپ flood سے گزرے ہیں، میں بھی flood سے گزرا ہوں، ایک منٹ مجھے جواب دینے دیں، اگر وہاں پر کوئی کمی بیشی ہے، جناب! الحمدللہ، اس سال کالام کی صورت حال بہتر ہو گئی ہے، if there is any problem, I will take....

جناب ڈپٹی چیئرمین: زاہد صاحب! یہاں پر سوات کا پوچھا گیا ہے، .the Minister is correct

جناب چنگیز خان جمالی: آپ IT and roads کی بات کر رہے ہیں، اس سال وہاں پر terrorism سب سے زیادہ ہوئی ہے۔ جناب ڈپٹی چیئرمین صاحب! میں آپ سے request کرتا ہوں کہ یہ مجھے کوئی ایک point بتا دیں، انشاء اللہ میں within a week's time ان کو جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بس ٹھیک ہے، جی۔

سینیٹر محمد زاہد خان: یہ کہتے ہیں کہ ایک week میں complete کر سکیں گے، یہ سب سے کیا مذاق کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: انہوں نے assurance دی ہے کہ یہ expedite کریں گے۔ جی، احمد حسن صاحب! آپ کا supplementary question ہے، جی، آپ سوال پوچھیں کیونکہ اس کے بعد supplementary questions ختم ہو جائیں گے، آپ کا آخری supplementary question ہے۔

سینیٹر احمد حسن: میں وزیر صاحب کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ میری عرض ہے کہ جب سے PTCL کا کچھ حصہ privatize ہوا ہے تب سے ایسا لگ رہا ہے کہ اس کو تباہی کا دیمک لگا ہوا ہے، وہاں پر نہ کوئی staff کام کر رہا ہے۔ میرے اگلے سوال کے جواب میں بھی information ٹھیک نہیں ہے، اس سے اگلے سوال کے جواب میں بھی information صحیح نہیں ہے۔ تمام Ministers ہمارے بزرگ ہیں، ہمارے مہربان ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: احمد حسن صاحب! آپ برائے مہربانی اپنا سوال کریں۔

سینیٹر احمد حسن: جناب! میں کہتا ہوں کہ ان کی غلطی نہیں ہے، ان کو جو information دیتے ہیں، یہ ان کی غلطی ہے، اگر ہم یہاں پر کوئی question اٹھاتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اپنے Ministers کی بے عزتی کراتے ہیں۔ وہ کم از کم یہ حوصلہ پیدا کریں کہ ہم جو points raise کرتے ہیں، وہ اس کے بارے میں ان سے پوچھیں یا کمیٹی کو refer کریں۔ دیر بالا اور دیر پائن میں جو telephone کی حالت ہے، وہ مجھے معلوم ہے، میں وہاں پر ناظم رہا ہوں، telephone facility road بنانے کی وجہ سے خراب ہو جاتی ہے، ان کو بتایا جاتا ہے کہ یہ flood کی وجہ سے ہوا ہے۔ میں ثابت کر سکتا ہوں، میں ان کو دکھا سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگلا question آپ کا آ رہا ہے، آپ کی باری آنے والی ہے۔

سینیٹر احمد حسن: مجھے پتا ہے کہ آپ نے میرے اگلے question کے ساتھ کیا کرنا ہے، اگر یہی صورت حال رہی کہ وہ ذمہ داری نہیں لے رہے، وہ ان سے پوچھتے ہی نہیں ہیں، وہ ان سے پوچھنے کی جرات نہیں رکھتے تو ہم کیا سوال کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: جناب چیئرمین! میں یہی کہوں گا کہ،

کبھی ہم اور تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

شاید یہ کوئی کرسی کا نشہ ہوتا ہے، .otherwise we are colleagues یہاں پر ممبران کو جو impression دیا جا رہا ہے، وہ ایسا دیا جا رہا ہے کہ جس طرح Ministers ہم سے الگ ہیں یا خدانخواستہ وہ کوئی elite class ہیں، ...we are colleagues

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، وہ آپ ہی کا حصہ ہیں۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: کوئی discrimination نہیں ہے، خدانخواستہ کسی کو let down نہیں کرنا، یہ ہمارے محترم ہیں لیکن ان کو disinformation Ministry کی طرف سے دی جاتی ہے۔ ہمارے جتنے معزز ممبران یا colleagues ہیں، ان کی grievances ہیں تو ان کو سوچنا چاہیے کہ ان کو غلط information کیوں دی جاتی ہے۔ میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں، میں physically جانتا ہوں کہ یہ کام نہیں ہوا، وہ کہتے ہیں کہ میرے کاغذوں میں پورا ہے اور آپ کہتے ہیں کہ میں اس کو کمیٹی کو refer نہیں کروں گا، it means مسئلہ وہیں کا وہیں پر ہے۔ اس کا واحد solution یہ ہے، ہمارے اس House کی پہلے روایات ہیں، جناب چیئرمین صاحب کہتے تھے، اگر ممبران کہتے ہیں تو اس کو متعلقہ کمیٹی کو refer کیا جاتا ہے تو آپ کمیٹی کو refer کریں

then this issue should be discussed there.

جناب ڈپٹی چیئرمین: بنگش صاحب! میں نے آپ سے پہلے عرض کیا تھا کہ ہم کسی کمیٹی کو refer نہیں کر سکتے کیونکہ standing committee خود empowered ہے کہ وہ Minister concerned کو بلا سکتی ہے، you can ask him any question, آپ کو کسی قسم کی بھی details چاہئیں، آپ کو وہاں پر ملیں گی۔ اس کے لیے ہماری کوئی ضرورت نہیں ہے، آپ اس کمیٹی کے خود Member ہیں، آپ اس کے Chairman ہیں تو .this is your job بنگش صاحب! rules یہ کہتے ہیں، میں rules کی بات کر رہا ہوں۔ جی Rule-56 دیکھ لیں---

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی آپ کو بتاتے ہیں، سیکرٹری صاحب! Rule-56 ذرا دیکھ لیں۔ آپ کو بعد میں rule کا بتا دیں گے۔ آغا صاحب! میں آپ کی بات بالکل سنوں گا لیکن میری---

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! اگر House rules کے بغیر چلے گا، اگر آپ کو misguide کیا جائے گا کہ یہ rule ہے، یہ 56 جو ہے---

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب! وہ ٹھیک ہے لیکن میری عرض سنیں، یہ ایک اصول کی بات ہے، یہ منطق کی بات ہے کہ if you have a standing committee, Chair آپ سے کہے، میں آپ سے کہوں کہ آپ اپنی کمیٹی کی meeting بلا لیں، آپ مجھے بتائیں جب آپ empower ہیں، آپ کو اختیار ہے، آپ اپنی کمیٹی کی meeting خود بلا سکتے ہیں-----آگے-----T05

T05-05SEP2012 FURQAN[ED.ZAFAR] 06.20P.M. ER8

جناب ڈپٹی چیئرمین (جاری)۔جب آپ empowered ہیں تو آپ اپنی کمیٹی کی میٹنگ خود بلا سکتے ہیں، آپ detail پوچھ سکتے ہیں، آپ سوالات کر سکتے ہیں۔وہاں پر ان کا منسٹر ہو گا، سیکریٹری ہو گا اور ان کا سٹاف ہو گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین : Leader of the House آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں جو rule 56 ہے، this is about the question and next is about the supplementary questions لیکن sense of the House ہے کہ جو سوالات پوچھے جاتے ہیں if there is anything which remains incomplete تو پھر آپ بھی اس کا کوئی نہ کوئی ایسا طریقہ ضرور وضع کریں گے تاکہ honourable member should be satisfied with the tools for the Parliamentary oversight of the executive authority of the Government. اگر آپ executive authority کو check نہیں کریں گے تو آپ کی parliamentary authority will be weakened.

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی ملک صاحب۔

سینیٹر اے۔ رحمٰن ملک (وفاقی وزیر برائے داخلہ) : جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست جو کہہ رہے تھے اور جیسے ابھی جہانگیر بدر صاحب نے فرمایا if you think somebody has committed a mistake or mistreated in the question while replying that, why not you just form a committee and call the bureaucrat who have signed it as to why he did give the disinformation to the House. It is quite possible اور اس کے لئے سینیٹ کی طرف سے بڑی واضح ہدایات بھی ہیں کہ یہاں پر جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ آپ ایک دو کے خلاف action لیں، سب ٹھیک ہو جائیں گے اور صحیح جواب دیں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Yes, Leader of the House.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: ملک صاحب نے ٹھیک کہا ہے۔

You can form the committee but my sense is that without forming the committee you can also do it.

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب چیئرمین! منسٹری کی طرف سے صحیح جواب نہ آئے اور معزز سینیٹر صاحب یہ سمجھیں کہ یہ ہمارے سوال کا جواب ہی نہیں ہے اور نامکمل ہے تو میرے خیال میں یہ آپ کا اختیار ہے کہ ان کو طلب کریں اور notice لیں۔ ان کو مطمئن کرنا ہمارا فرض ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی منسٹر صاحب۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئر مین ! گزارش یہ ہے کہ جس طرح اس چیز پر زور دیا جا رہا ہے کہ کمیٹی بنائیں تو وہ آپ کا اختیار ہے۔ آپ اس پر ruling دے چکے ہیں اور آپ ان کے مطالبے کو overrule کر چکے ہیں لیکن میں گزارش کروں کہ میں نے سارے پاکستان کے منصوبے بتائے ہیں جو 1191 کلو میٹر ہیں۔ میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ تھوڑا سا مجھے سننے کا بھی حوصلہ رکھیں۔ ابھی تک معزز سینیٹر صاحب نے کوئی specific نہیں کہا کہ فلاں منصوبہ نہیں بنا جس کے بارے میں آپ کمیٹی بنائیں۔ ایک vague سا کہہ دینا، یہ تو کوئی بات نہیں ہے۔ معزز سینیٹر ابھی تک کوئی specific allegation نہیں بتا سکے، ان کا کوئی مطالبہ نہیں کہ فلاں سڑک نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: جی مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ۔ جناب چیئر مین ! جہاں تک ہمارے منسٹر صاحب کا فرمانا ہے تو ہم بتا دیتے ہیں کہ مستونگ سے منگوچر، کوئٹہ سے چمن اور ژوب سے ڈی۔ آئی۔ خان تک روڈ نہیں بنی۔ یہ تو وہ منصوبے ہیں جن کے بارے میں وہ فرما رہے تھے لیکن ایک بات میں عرض کروں کہ جہاں تک rules کا تعلق ہے تو rules یہ ہیں کہ جب کسی سوال کے بارے میں information غلط ہو تو یہ ہاؤس کی property بن جاتی ہے اور اگر غلط information مہیا کی گئی ہے تو یہ Chair کے ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ اس کے لئے یا تو special committee بنا دے یا جو کمیٹی ہے اس کو refer کرے۔ جہاں تک ہمارے منسٹر صاحب کا یہ فرمانا ہے کہ آپ ruling دے چکے ہیں تو آپ گزشتہ سوال پر ruling دے چکے ہیں، اب یہ نیا سوال آ رہا ہے اور اس میں بھی information غلط دی گئی ہے۔ اس پر آپ نے ابھی ruling نہیں دی ہے، اس پر آپ ruling دیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: ٹھیک ہے مولانا صاحب۔ لگتا تو ایسا ہے کہ یہ sense of the House ہے، سینیئر منسٹر صاحب فرما رہے ہیں، Leader of the House بھی کہہ رہے ہیں تو we will refer the matter to the committee. زاہد خان صاحب ! کمیٹی میں بتا دیجیئے گا، آپ کس سوال کی بات کر رہے ہیں؟

سینیٹر محمد زاہد خان: میں اس سوال کی بات کر رہا ہوں جس پر لڑائی ہوئی، آپ کہہ رہے ہیں کمیٹی میں بات کریں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ چار سالوں میں کوئی ایڈوائزر، کوئی منسٹر اس کمیٹی میں نہیں آیا۔ ان صاحب کو تو میں آج دیکھ رہا ہوں کیونکہ I.T کے منسٹر پرائم منسٹر صاحب خود ہیں۔ ان کا کوئی ایڈوائزر رہے ہی نہیں کہ جس سے کمیٹی میں سوال جواب کیا جا سکے۔

Mr. Deputy Chairman: Next Question No. 29. Mr. Ahmed Hassan.

Q. No. 29.

Mr. Deputy Chairman: Answer taken as read. Any supplementary? Yes Mr. Ahmad Hassan.

سینیٹر احمد حسن: جناب چیئرمین! میرا اصل مدعا یہی تھا جس پر کہ ابھی سیر حاصل بحث ہوئی۔ میں اس پر مزید بات نہیں کروں گا لیکن میں عرض کروں کہ ٹیلیفون کی overall position District Upper Dir, Lower Dir and Malakand Division میں بہت زیادہ خراب ہےاور یہ ڈویژن دہشتگردی کا شکار ہے۔ وہاں لوگ غریب ہیں اور وہ موبائل وغیرہ کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے۔ وہاں 80% لوگوں کو facilities ملی تھیں لیکن اب وہ facilities واپس لے لی گئی ہیں۔ ان کی کوئی شنوائی نہیں ہو رہی۔ اگلے سوال پر میں مزید وضاحت سے پوچھوں گا۔ جہاں تک مجھے علم ہے ٹیلیفون کی مالاکنڈ ڈویژن میں overall position بہت زیادہ خراب ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جمالی صاحب! آپ ان کا سپلیمنٹری سوال سمجھے ہیں کہ وہ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

جناب چنگیز خان جمالی: جی میں سمجھ گیا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں یہ issues آ رہے ہیں اس کے بارے میں یہ ہمیں بتاتے جائیں تاکہ ان کی exchanges and land lines بحال کی جا سکیں تاکہ عام آدمی کو آسانی ہو۔ میں ان کے ساتھ ہوں، انشاء اللہ مل بیٹھ کر ان کی problems کو حل کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس پر کوئی اور سپلیمنٹری سوال، جی حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ضلع شیرانی میں ٹیلیفون کی سہولت موجود ہے یا نہیں اور اگر نہیں ہے تو کیا وہاں سہولت دینے کا کوئی ارادہ ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

جناب چنگیز خان جمالی: جناب! اس کے لئے یہ fresh question دے دیں، میں اس کا answer دے دوں گا لیکن میرا دل شیرانی علاقے کے ساتھ ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ اس پر fresh question دے دیں۔

Next Question No. 30. Mr. Ahmed Hassan.

Q. No. 30.

Mr. Deputy Chairman: Answer taken as read. Any supplementary? Yes Mr. Ahmad Hassan.

(آگے T06)

T06-05SEP2012.......FANI\ED(Altaf Shiekh)............6.30PM............UR12

سینیٹر احمد حسن: جناب چیئرمین! میں وضاحت سے آپ کے نوٹس میں ، ایوان اور وزیر صاحب کے یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس سوال کے جواب دینے میں کیا کیا غلطیاں ہیں۔ میں نے specifically بڑے قصباجات لکھ کر بتائے ہیں۔ انہوں نے مجھے جوابات اس طرح دیے ہیں کہ ایک جگہ کے متعلق سوال کی بجائے مجھے جواب دوسری جگہ کے بارے میں دیا ہے۔ میں نے تیمر گرہ کا نہیں پوچھا کہ یہ پل سیلاب کی وجہ سے گرا ہے۔ میں نے جس گاؤں کے بارے میں پوچھا، میں نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ تمر گرہ سب ڈویژن میں ہے محکمہ والوں کو پتا نہیں ہے کہ صوبہ پختونخوا ہے، ڈویژن ملاکنڈ ہے، ضلع دیر لوئر ہے، تحصیل تیمر گرہ ہے آپ کو پتا نہیں ہے میں آپ کو اپنے غم کی جو داستان ہے وہ through this House بتا رہا ہوں۔ جندول کو سہولیات مل رہی ہیں تیمر گرہ سے لیکن یہ گاؤں ہے تحصیل ثمر باغ، ضلع لوئر دیر ملاکنڈ ڈویژن، خیبر پختونخوا، پاکستان۔ میرا آپ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ میری اگر کوئی شکایت ہے تو محکمے سے ہے۔ یہ فلڈ کی وجہ سے damage نہیں ہوا ہے۔ میں اس کے لیے Privilege Motion لاؤں گا۔ یہ damage ہوا روڈ کی کشادگی کی وجہ سے۔ میرا دوست سینیٹر زاہد خان ادھر بیٹھا ہوا ہے یہ مجھے کہتا ہے یہ فلڈ کی وجہ سے ہوا ہے، ان کو یہ بھی پتا نہیں ہے۔ جب سے سہولیات ملی تھیں تو میں بتا دوں یہ سادات کا گاؤں ہے۔ وہاں پر اس محکمے کو جو بد دعائیں ملتی ہیں آپ کو ان کا اندازہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: احمد صاحب! وزیر صاحب آپ کو جواب دے رہے ہیں۔ جی۔

جناب چنگیز خان جمالی: میری آپ سے پہلی یہ request ہے کہ جو اس میں questions آئے ہیں میں اسی حساب سے تھوڑی سی بات کروں گا۔ اس میں اگر وہ proper چیز نہیں ہوئی ہے تو اس کے لیے بھی میں معذرت چاہتا ہوں اور میں ان کی بات کو سمجھتا ہوں کہ جہاں جہاں issues ہیں اور ان کے علاقے میں یہ جو چار Exchanges ہیں، تیمر گرہ، ثمر باغ، خال اور بھاگ دوشخیل جی یہ مختلف اوقات میں establish ہوئی ہیں ابھی further land line ان کو ملنی چاہیے۔ ان علاقوں میں جہاں جہاں کوئی خرابی ہے، کوئی problems ہیں، میں ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ چیزیں set کرتے ہیں چونکہ یہ سادات کے گاؤں ہیں، وہ بھی ہمارے محترم ہیں تو ہم چاہتے ہیں کہ ان سادات کو اور تکلیف نہ ہو تو اس کے لیے ہم future line of action لیتے ہیں، یہ PTCL والوں کو بٹھائیں IT Department والوں کو بھی بٹھائیں اور ان کے جو بھی مسئلے ہیں ان کو فوری طور پر طے کیا جائے۔ اس میں اگر کہیں spelling mistake ہے یا کہیں ناموں کی غلطی ہے تو اس کے لیے میں معذرت کرتا ہوں اور ہم محکموں کو بھی تنبیہہ کریں گے کہ آئندہ اس قسم کی غلطی نہ ہو۔ جو بھی corrections ہیں میں ان کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں اور انشاء اللہ further action کے لیے بھی میں ان کے ساتھ coordinate کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، بڑی مہربانی۔ Next question Hafiz Hamdullah *Sahib* سردار صاحب آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے۔

سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی: یہی سوال جو حافظ حمداللہ صاحب والا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہم جب بھی یہاں پر بات کرتے ہیں یہی ہماری آپ سے درخواست ہوتی ہے کہ آپ متعلقہ وزیر کو یہاں ضرور بلایا کریں۔ ابھی آپ یہ دیکھ لیں کہ مشہدی صاحب نے جو سوال کیا اور اس پر میں نے ضمنی سوال کیا اور آپ نے مجھے کہا کہ یہ on going schemes ہیں جب کہ یہاں پر لکھا ہوا ہے کہ یہ مکمل ہوئی ہیں۔ ہم سب بلوچستان کے لوگ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار صاحب! وہ معاملہ کمیٹی کو refer کر دیا ہے۔

سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی: آپ نے refer کیا ہے اچھا کیا ہے لیکن اس وقت آپ نے ہماری بات نہیں سنی آپ ایک مہربانی کریں اس ایوان کا احترام بحال کرانا آپ کی ذمہ داری ہے۔آپ کا فرض بنتا ہے کہ آپ متعلقہ وزیر کو یہاں پر بلائیں وہ یہاں آ کر جواب دے۔اب یہاں نہ وزیر مواصلات موجود ہے اور نہ ہی آئی ٹی کا وزیر یہاں پر موجود ہے۔اب جتنے بھی سوالات آ رہے ہیں one by one آپ دیکھیں سب کے جوابات غلط آ رہے ہیں۔ مشہدی صاحب نے یہاں پر جو سوال کیا ہے، آپ نے اس ایوان کو یہ کہا کہ پانچ سو کلومیٹر بلوچستان میں roads complete ہوئی ہیں جب کہ میں انتہائی ذمہ داری کے ساتھ آپ کو بتا رہا ہوں کہ بلوچستان میں 2009,2010,2011 میں کہیں بھی پانچ سو کلومیٹر روڈ تعمیر یا مکمل نہیں ہوا۔آپ on going schemes کی بات ضرور کر رہے تھے لیکن یہاں پر جواب یہ آ رہا ہے۔

دوسرا جو سوال ہے یہاں پر بلوچستان کے لیے وہ کہہ رہے ہیں کہ آٹھ موٹر وے بلوچستان میں بن رہی ہیں۔ میرا ان سے سوال ہے کہ وہ مہربانی کرکے ہمیں بتائیں کہ کیا جو پانچ سو کلومیٹر سابقہ ہے وہ اس میں شامل ہے کہ نہیں ہے؟ بلوچستان کے یہ آٹھ موٹر وے کب شروع ہوئے اور کب مکمل ہوں گے اور ان کے لیے ان دو سالوں میں جو بجٹ ملا ہے وہ کتنا ملا ہے اور بلوچستان جو پاکستان 44% ہے اس میں بلوچستان کو maintenance کے لیے ان دو تین سالوں میں کتنے پیسے ملے ہیں اور کہاں کہاں پر خرچ ہوئے ہیں اس کی تفصیل ہمیں بتا دیں۔شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار صاحب! یہ معاملہ کمیٹی کو refer ہو چکا ہے۔ابھی جو کچھ بھی کرنا ہے وہ کمیٹی کرے گی۔آپ کمیٹی کے رکن ہیں you can ask there.

سینیٹر فتح محمد محمد حسنی: جو سوال حافظ حمد اللہ صاحب نے کیا ہے میں اس پر supplementary کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حافظ حمد اللہ صاحب نے ابھی تک اپنا سوال پڑھا ہی نہیں ہے۔جب وہ اپنا سوال پوچھیں گے تو پھر آپ اس پر سوال کریں۔جی حافظ حمد اللہ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: سوال نمبر ۳۱

Mr. Deputy Chairman: Any supplementary please.

سینیٹر حافظ حمد اللہ: جناب چیئرمین! دکھ سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ متعلقہ وزیر ہے ہی نہیں۔جو وزیر صاحب جواب دینا چاہتے ہیں ان کا پتا ہی نہیں ہے۔ وہ اس لیے پتا نہیں ہے اور اس کا کوئی قصور نہیں ہے جو ان کو معلومات دی گئی ہیں تو وہ وہی پڑھتے ہیں لکیر کے فقیر ہیں للذا میں کہتا ہوں کہ ہمارا سوال وہی ہے۔ادھر انہوں نے بلوچستان کے حوالے سے کہا ہے-------------

جناب ڈپٹی چیئر مین: مولانا صاحب! بات یہ ہے اگر آپ کی تسلی نہیں ہے تو آپ کا Question defer کرتے ہیں جب next time Minister Sahib آئیں تو وہ آپ کو صحیح جواب دیں۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: میری تسلی نہیں ہوئی ہے جو گزشتہ سوال میں پانچ سو کلومیٹر کا انہوں نے کہا وہ بھی غلط ہے۔ یہ آٹھ کا جو انہوں نے figure دیا ہے یہ اس کی تفصیل بتادیں کہ کہاں کہاں کام ہوا ہے اور کہاں کہاں کام شروع ہے اور اس کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ وزیر خزانہ صاحب تو تین چار مہینے کے بعد یہاں نمودار ہوئے ہیں۔ اب ہم کس سے پوچھیں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: جی حافظ صاحب۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: اگر آپ اس طرح کرتے ہیں کہ آپ وزیر صاحب سے بیٹھ کر بات کریں، آپ کمیٹی کو refer کرتے ہیں ادھر تو صورت حال یہ ہے کہ کوئی وزیر مہینوں میں ملتا بھی نہیں ہے، اپنے دفتروں میں نہیں ملتے، ٹیلیفون پر نہیں ملتے اور اس ایوان میں نہیں آتے تو پھر کیا فائدہ ہے اس ایوان کا؟

جناب ڈپٹی چیئر مین: حافظ صاحب! میری ایک بات سنیں Rules کے مطابق اگر وزیر کے سوالات آتے ہیں تو دوسرا وزیر اس کے behalf پر جواب دے سکتا ہے۔ اگر آپ کی تسلی نہیں ہوتی تو آپ ضمنی سوالات کے ذریعے ان سے پوچھ سکتے ہیں یا آپ ایک fresh question دے سکتے ہیں یا آپ وزیر صاحب سے مل سکتے ہیں یا آپ Standing Committee میں جا سکتے ہیں۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: میں آپ سے ضمنی سوال کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئر مین: ضرور کریں۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: ژوب تا ڈیرہ اسمٰعیل خان یہ روڈ پر کام ہو رہا ہے یا نہیں؟ کوئٹہ چمن روڈ پر کام ہو رہا ہے یا نہیں؟ مستونگ منگوچر قلات روڈ پر کام ہو رہا ہے یا نہیں؟ اگر ہو رہا ہے تو وہ کتنا ہے۔ اس کے لیے کتنے پیسے رکھے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئر مین: جی۔ حافظ صاحب! کہہ رہے ہیں اور جو تین جگہیں انہوں نے بتائی ہیں کیا اس وقت وہاں پر کام ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئر مین! میں یہ تفصیل سے بتانا چاہوں گا اگر جناب کی اجازت ہو کیونکہ ان معاملات پر کافی ساری بات ہوئی ہے۔ جناب چیئر مین! اس وقت جو 52 projects ہیں وہ on going ہیں جس میں سے پنجاب میں چودہ ہیں، سندھ میں چودہ ہیں، خیبر پختونخوا میں تیرہ ہیں، بلوچستان میں آٹھ ہیں اور گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر میں تین پراجیکٹس ہیں۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

آگے جاری--------------T07

T07-05Sep2012 ER5/Rafaqat Waheed/Ed: 6:40 pm

جناب ڈپٹی چیئرمین: جمالی صاحب کو کراچی جانا ہے، ان کی flight ہے، شاید ان کو جلدی ہے۔ حمداللہ صاحب! میرے خیال میں آپ ان کو موقع دے دیں۔ نماز کے بعد پھر آپ کا question لے لیں گے، پہلے جمالی صاحب کو موقع دے دیں۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: جناب! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کے questions کس سے متعلق ہیں؟

سینیٹر حافظ حمداللہ: جناب! سوال نمبر 31 ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا سوال تو ہے، مجھے پتا ہے لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی flight ہے۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: میں گزارش کر رہا ہوں، اصل مصیبت بھی یہی ہے۔ سوال آتا نہیں ہے اور جب آتا ہے تو پھر flight کا موقع آجاتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایسا کرتے ہیں کہ آپ کے question کو ہم پھر لے لیں گے، نماز کے بعد لے لیں گے۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: ایک دن مولوی نہیں ہوتا، دوسرے دن شاگرد نہیں ہوتا، جب دونوں آتے ہیں تو پھر جمعہ کا دن ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نماز کے لیے adjourn کرکے پھر نماز کے بعد آپ کا question لے لیں گے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: میں صفدر صاحب سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب امتیاز صفدر وڑائچ: جناب! میرا جواب complete ہونے دیں، پھر اس کے بعد جتنے مرضی question کریں۔ میرا جواب ابھی complete نہیں ہوا، میں اسے complete کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ابھی تو ہم نے مغرب کی نماز کے لیے adjourn کرنا ہے۔

The House is adjourned for twenty minutes for *Maghrib* prayers, please.

(The House was adjourned for Maghrib prayers)

T8-05th September 2012 ER/4/Bhatti/ED: Mohsin Zaidi 7:10 p.m.

(The House reassembled after Maghrib prayers

with Mr. Deputy Chairman (Mr. Sabir Ali Baloch) in the Chair.)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی حافظ حمداللہ صاحب! آپ کا supplementary question تھا۔

سینیٹر حافظ حمداللہ: میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح آپ نے پہلے سوال کو کمیٹی کو refer کرنے کی ruling دی تو میں کہتا ہوں کہ یہ تمام چیزیں بھی اسی کمیٹی کو refer کر دیں اور وہاں ہمیں بلائیں تاکہ ہم انہیں تفصیل بتا دیں کہ کہاں کہاں کام ہو رہا ہے اور کہاں نہیں ہو رہا ہے،

جناب ڈپٹی چیئرمین: وزیر صاحب! میرے خیال میں it's O.K. ویسے بھی آپ نے اُنہیں بلانا ہے، اگر یہ بھی اس کمیٹی میں آ کر اپنے خدشات بیان کر دیں تو ٹھیک ہے۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ (وزیر مملکت برائے داخلہ): جی ٹھیک ہے، اگر Standing Committee میں انہیں بھی بلایا جاتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ٹھیک ہے، اس کو بھی کمیٹی کو refer کر دیتے ہیں۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب والا! اس سوال میں کمیٹی والا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے بھی یہ کمیٹی میں جا رہے ہیں تو let it go in the Committee اگر کوئی چیز نہیں ہو گی تو ٹھیک ہے۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! میں نے ساری تفصیل بتا دی ہے، اس سوال میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ اسے کمیٹی کو بھیجا جائے۔ اگر میں نے کوئی ایسی بات کی ہے جس پر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ غلط ہے تو پھر میرے خلاف privilege motion آ سکتا ہے، یہ ایوان ہے، مجھے اپنی ذمہ داری کا احساس ہے۔ میرے پاس سارا record ہے اور میں تفصیل سے بتا دیتا ہوں۔ یہ جو بات کر رہے تھے میں وہ ساری تفصیل لے آیا ہوں۔ میں ایوان کو ایک ایک چیز بتا دیتا ہوں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار (قائد حزب اختلاف): جناب چیئرمین! I have been observing کہ treasury benches میں ایک issue پر جو debate ہو رہی ہے۔ Mr. Chairman! there is a procedure and we must work within the rules اور ہم نئے precedence set نہ کریں۔ اگر ان کا جواب غلط ہے تو ان کے خلاف privilege motion آنا چاہیے اور لانا چاہیے، وہ Privilege Committee میں ثابت کریں کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے، ایوان اور ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے and then he should fact it لیکن سوال کا prima facia you have to take it کہ یہ سوال کا جواب ٹھیک دے رہے ہیں، you can't mistrust باقی رہا کمیٹی کا معاملہ Committee is in power to take anything and everything. I don't know what is the confusion کوئی اِدھر سے بول رہا ہے، کوئی اُدھر سے بول رہا ہے، یہ ایوان مچھلی منڈی بنا ہوا ہے اور ہم اسے چلا رہے ہیں، یہ تماشہ بنا ہوا ہے۔ As if we are all new, we don't know how to run the House. یہ مناسب نہیں ہے، مہربانی کر کے ایوان کو regulate کریں، آپ rules کے مطابق چلیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ڈار صاحب! دیکھیں، as far as privilege motion is concerned, this is the discretion of the member, اگر ممبر یہ سمجھتا ہے کہ اسے جواب صحیح نہیں ملا تو اسے privilege motion move کرنے سے کوئی نہیں روک سکتا ہے لیکن اب بات یہ ہے کہ وہ فرما رہے ہیں کہ اس کو بھی کمیٹی میں refer کر دیں لیکن وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ میرے پاس اس سوال کا پورا جواب موجود ہے تو میرا انہیں خیال کہ پھر اسے کسی کمیٹی کو بھیجا جائے۔ مولانا صاحب! آپ اپنا ضمنی سوال کریں، وزیر صاحب جواب دینے کے لیے موجود ہیں۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ : جناب چیئرمین ! میں اپوزیشن لیڈر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم سوال کرتے ہیں اور سوال کا جواب نہیں آتا ہے تو اسے مچھلی منڈی کا نام دیا جاتا ہے، اگر ہم اس طرح کا رویہ اپناتے ہیں تو پھر آپ نے بجٹ میں جو مچھلی منڈی بنائی تھی وہ کیا تھی؟ یہ ہمارا حق ہے، ہم اپوزیشن لیڈر کا احترام کرتے ہیں۔ ہم بلوچستان سے ادھر TA DA کے لیے نہیں آتے ہیں۔ ہم جمعیت علمائے اسلام کے پلیٹ فارم سے ایک کارکن کی حیثیت سے گلی سے اٹھ کر یہاں آئے ہیں، تقریباً تیس انتالیس سال عمر ہے اور بیس سال سے سیاست میں ہیں، ہمیں کھانے پینے کے لیے کون دے رہا تھا؟ کیا ہمارا اسی TA DA پر گزارہ تھا، ہم ادھر TA DA کے لیے نہیں آتے ہیں، ہم ادھر اس مقصد کے لیے آتے ہیں کہ اپنی پارٹی کا موقف بیان کریں، انسانیت کی خدمت کے حوالے سے اپنا موقف بیان کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : جی بالکل مولانا صاحب ! یہ آپ کا پورا حق ہے۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ : جناب چیئرمین ! آپ نے کرنل مشہدی صاحب کے سوال نمبر ۹ کے حوالے سے ruling دی، وہ بھی اسی سے related ایک سوال تھا۔

(جاری-----T9)

T09-05Sep2012 Ashraf/Ed.Zafar Er.3 0720

حافظ حمد اللہ صاحب جاری---

آپ نے کرنل مشہدی کے question number کے حوالے سے ruling دی۔ وہ بھی سینیٹر کا ایک سوال تھا۔ آپ نے کمیٹی کو refer کیا تو پھر یہ کیوں نہیں ہو سکتا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین : مولانا صاحب ! آپ جواب تو سنیں۔ ابھی تو کوئی جواب آیا ہی نہیں، آپ جواب تو سنیں۔ جی وزیر صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار : میں آپ کے توسط سے اپنے بھائی اور نہایت قابل احترام سینیٹر صاحب کو یہ clarify کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس سوال کے حوالے سے remark نہیں دیا بلکہ انہوں نے جو earlier question کیا ہے اس پر میں چیئرمین صاحب کو یہ باور کرا رہا ہوں کہ ان کو rules کے تحت چلنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اور میں stronger action کی بات کر رہا ہوں کہ اگر ہمیں پتا ہے کہ کوئی وزیر یہاں پر غلط جواب دیتا ہے اور مجھ سمیت کوئی ممبر غلط ہے تو ہم اس کو committee کو refer نہ کرائیں بلکہ ہم اس کے خلاف Privilege Motion لائیں اور اس کو expose کریں اور اس کو logical conclusion کی طرف لے کر جائیں اور اس سے معافی منگوائیں۔ میری یہ گزارش ہے۔ میرا خیال ہے آپ نے میری بات کو misconstrue کیا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Please Minister *Sahib*.

جناب امتیاز صفدر وڑائچ : جناب چیئرمین ! میں گزارش کر رہا تھا کہ ان منصوبوں کی میں نے تفصیل بتائی ہے جو پنجاب، سندھ، خیبر پختون خوا، بلوچستان، گلگت، بلتستان اور آزاد کشمیر میں ہیں، یہ نیشنل ہائی وے کے total 52 منصوبے ہیں جن پر تقریباً 281 بلین خرچ ہوا ہے جس کی detail یہ ہے کہ

پنجاب میں 49 billion, خیبر پختون خوا میں 112 billion, سندھ میں 36 billion, بلوچستان میں 57 billion اور گلگت بلتستان میں 25 billion خرچ ہوا ہے اور یہ total cost 281 billion ہے، جو منصوبے بن رہے ہیں۔ اس سال بھی نیشنل ہائی وے اتھارٹی میں جو فنڈ آئے ہیں وہ بھی تقریباً 50 billion کے قریب ہیں اس سال کے PSDP میں۔ اس کی detail بھی کچھ یوں ہے کہ سندھ میں 10 billion، بلوچستان میں بھی 10 billion دیئے گئے ہیں، خیبر پختون خوا کو 14 billion دیئے گئے ہیں، پنجاب کو 12 billion کی allocation ہے اور گلگت بلتستان میں 5 billion کی allocation ہے۔ یہ ساری allocations ہیں۔ جہاں تک معزز رکن نے جن منصوبوں کی بلوچستان کے حوالے سے بات کی تھی میں ان کی طرف آتا ہوں جن کی تفصیل میں نے بتائی ہے کہ بلوچستان میں جو آٹھ منصوبے اس وقت چل رہے ہیں ان میں سب سے پہلا قلات۔ کوئٹہ۔ چمن N-25 ہے جو کھد کوچہ سے سریاب چوک کوئٹہ اور دوسرا جنگل پیر علیزئی سے چمن تک ہے، یہ دو منصوبے ہیں۔ پہلا منصوبہ 61% complete ہو چکا ہے اور December 2012 اس کی completion date ہے۔ اسی طرح دوسرا منصوبہ جو میں نے بتایا ہے اس کا 62% کام ہو چکا ہے اور یہ دونوں منصوبے December 2012 میں complete ہو جائیں گے۔ اسی طرح نیشنل ہائی وے N-50 پر جو construction جاری ہے جو قلعہ سیف اللہ سے ژوب تک کا منصوبہ ہے، یہ 150 کلومیٹر ہے جو complete 60% ہو چکا ہے اور مئی 2013 میں اس کو complete کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح نیشنل ہائی وے N-50 پر کوہل پور بائی پاس کی تعمیر شروع ہے۔ یہ چھ کلومیٹر ہے جس کی completion date December 2012 ہے اور اس کا 40% کام مکمل ہو چکا ہے۔ نیشنل ہائی وے N-70, 132 kilometer کا منصوبہ ہے جو جنوری 2013 میں complete ہو جائے گا اور یہ اب تک 40% complete ہو چکا ہے۔ نیشنل ہائی وے N-85 ہوشاب۔ بیسیمہ۔ سوراب روڈ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کا 19% کام complete ہوا ہے اور یہ 2014 میں مکمل ہوگا۔ اسی طرح نیشنل ہائی وے M-8, Gwadar to Turbat,Hoshab کا 65% کام مکمل ہو چکا ہے اور اس کی completion date January 2013 ہے اور کھوری، کوبا سعید خان کا 70% کام مکمل ہو چکا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: حمزہ صاحب! وزیر صاحب سوال کا جواب دے رہے ہیں let him complete.

جناب امتیاز صفدر وڑائچ: جب میں تفصیل نہ بتاؤں تو کہا جاتا ہے کہ تفصیل بتائیں۔ میں نے تو ایک ایک منصوبے کی completion date بتا دی ہے کہ وہ کتنے percent complete ہو چکا ہے۔ اس ہاؤس کو ہر چیز کے بارے میں بتانا ہم اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے منصوبے جتنے complete ہیں میں نے ان کے بارے میں ہاؤس کو مطلع کر دیا ہے۔

سینیٹر حافظ حمد اللہ: کوئٹہ چمن روڈ سے میں آتا جاتا ہوں۔ کوئٹہ چمن روڈ پر کہاں کام شروع ہے؟ میں چمن میں تھا اور وہی روڈ جو صاحب بتا رہے ہیں میں اسی روڈ سے آیا۔ وہاں کوئی کام نہیں ہو رہا۔ ژوب تا ڈیرہ اسمٰعیل خان کوئی کام نہیں ہوا ہے۔ مستونگ، منگوچر قلات کے بعد وہاں کام نہیں ہے۔ یہ آپ کو بھی پتا ہے۔ جتنے بھی بلوچ علاقے انہوں نے بتائے ہیں ان کے بارے میں سردار فتح محمد محمد حسنی صاحب کو بھی پتا ہے اور وہ تفصیل سے بتائیں گے کہ

کام ہو رہا ہے یا نہیں۔ ادھر کوئی کام نہیں ہے، کچھ بھی نہیں ہے۔ گزشتہ سال انہوں نے دو ارب روپے پورے بلوچستان کے لئے رکھے تھے۔ یہ ثابت کریں ان دو ارب میں سے آپ نے بیس کروڑ بھی خرچ کیے یا آپ نے پنجاب اور دوسرے صوبوں کو دے دیے؟ جس روڈ سے میں آتا جاتا ہوں مجھے اس کا پتا ہے کہ وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ ہم اس کی تصدیق کے لئے موجود ہیں۔ میں ادب سے کہتا ہوں کہ ہم ان کی تحقیر اور تذلیل کے لئے ادھر نہیں کھڑے۔ آپ وہاں جا کر لوگوں کی حالت دیکھیں۔ یہ 2006 میں بھی کہہ رہے تھے کہ یہ منصوبہ دسمبر 2006 تک مکمل ہو جائے گا جبکہ سات میں، آٹھ میں، نو میں بھی نہیں بلکہ یہ ستمبر 2012 آگیا۔ اب دو ماہ بعد تو سردی شروع ہو جائے گی پھر وہاں کام کیسے ہوگا؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ ممبران کے خدشات ہیں۔ چونکہ you are not concerned minister, مہربانی کرکے concerned minister سے contact کرکے ان ممبران کے خدشات پہنچا دیں۔

سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی: یہ جو حافظ صاحب بات کر رہے ہیں، کٹ کوچہ، مستونگ، کوئٹہ روڈ پر میں پچھلے دس سال سے آ جا رہا ہوں۔ آپ کراچی سے کوئٹہ تک سفر کریں تو آپ بالکل آرام سے جائیں گے لیکن اس روٹ پر جب جائیں جو ساٹھ، ستر کلومیٹر ہے، آٹھ سال سے اس پر کام ہو رہا ہے اور وہ ابھی تک مکمل نہیں ہوا۔ Same یہی روڈ جو ایک ہی کمپنی کو ملی ہے جس کی بات حافظ صاحب کر رہے ہیں کوئٹہ سے چمن تک اس کی بھی یہ حالت ہے۔ میرے خیال میں اس کی مکمل انکوائری ہونی چاہیے کہ وہ کونسا ایسا ٹھیکیدار ہے۔ ایسے بہت سے ٹھیکیدار ہوتے ہیں، جو earthwork فائدہ مند ہوتا ہے اس کے پیسے لے کر وہ چلے جاتے ہیں اور اس کے بعد کسی اور کمپنی کے نام پر نئی کمپنی رجسٹر کروا کے نیا کام شروع کر دیتے ہیں۔ ویسے اس ہاؤس کی information کے لئے میں آپ کو بتاؤں کہ ہماری فنانس کمیٹی نے ایک سب کمیٹی بنائی ہے جس کا convener میں ہوں۔ یقیناً میں خود بھی اس کمیٹی میں as a convener اس کی انکوائری کروں گا اور انشاء اللہ میں کمیٹی کو inform کروں گا کہ اس روڈ پر ہوا کیا ہے؟

ایک چھوٹی سی گزارش کرنا چاہتا ہوں آپ mind نہ کرنا۔ Minister *Sahib* ہمارے بھائی ہیں۔ سب سینیٹر ہیں، ایم این اے ہیں۔ ہم سب کی عزت ہے، ایک احترام ہے۔ آپ سن رہے ہیں کہ پہلے بھی آپ نے یہاں پر تعاون کیا، چیئرمین صاحب نے تعاون کیا تو Interior Minister آگئے اور باقاعدہ آ رہے ہیں۔ دوسرے وزراء ابھی آ رہے ہیں۔ آپ ایک واضح حکم دے دیں کہ جس ministry کا minister یہاں موجود نہیں ہوگا اس دن اس کے questions نہیں لیے جائیں گے، اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اس کا صحیح جواب حاصل کریں۔ ابھی ہم اس کو کس کی سازش سمجھیں۔ آپ دیکھیں کہ مشہدی صاحب کا question No. 9 جس پر آپ نے یہاں کہا کہ یہ ongoing scheme ہے جبکہ اس لسٹ میں آ رہا ہے کہ یہ completed scheme ہے۔ اب مجھے یا آپ کو اگر کوئی کہتا ہے کہ یہ complete ہے یا حافظ حمد اللہ یا بلوچستان کے رہنے والے جو پورے مہینے میں پانچ چھ دن سفر کرتے ہیں ان کو تو پتا ہوتا ہے۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ بات لمبی ہو رہی ہے لیکن بہت ضروری ہے۔ اگر ہم یہاں بات نہیں کریں گے تو اور کون کرے گا۔ ہم پبلک کے نمائندے ہیں۔ یہ ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم اپنے صوبے بلکہ پورے پاکستان کی بات کریں۔ اب ان سڑکوں کی آپ بات کریں۔ آپ مین آر سی ڈی ہائی وے جہاں ریکوڈک بھی ہے، جہاں سے پوری سٹیل مل کو iron ore آ رہا ہے، اس روڈ کی حالت زار دیکھیں کہ کتنے billions of rupees اس کی maintenance پر خرچ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار صاحب! Minister *Sahib* نے assurance دی ہے کہ وہ concerned minister سے بات کریں گے۔

سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی: میں ایک بہت ضروری بات بتا رہا ہوں۔ اگر تفتان سے نوکنڈی روڈ پر جائیں تو آپ اس پر سفر نہیں کر سکتے۔ اگر آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو billions of rupees اس کی maintenance پر خرچ ہو چکے ہیں۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں کام ہونا چاہیے۔ اس سال ہماری حکومت نے اس کو پیسے دیئے ہیں یہ کسی سازش کے تحت بلوچستان کو ایسے خراب کیا جا رہا ہے۔ وہاں جب funding کرتے ہیں تو آخر میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ وہاں پر BLA والے آ رہے ہیں، BLA والے ہیں، law and order کا مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین! آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ کابل، قندھار اور جلال آباد سے زیادہ ہمارے بلوچستان کے حالات خراب ہیں؟ کیا آج ہم بلوچستان میں نہیں رہتے؟

جاری-----

T10-05SEP2012 FAZAL\Zaidi 7:30 UR7

سینیٹر سردار فتح محمد محمد حسنی جاری ہے---- کیا آج ہم بلوچستان میں نہیں رہتے؟ میں کل بلوچستان سے آیا ہوں۔ ہم by-road سفر کرتے ہیں۔ National Highway کی ایک briefing میں پچھلے دنوں انہوں نے بتایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک اچھی خبر ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم funding بھی کریں گے اور سیکورٹی کے حوالے سے بھی ہم fund raise کریں گے۔ جتنی بھی سیکورٹی ایجنسیاں ہوں گی ہم ان کو الگ سے funding کریں گے اور اپنا کام شروع کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ، سردار صاحب۔ جی، حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: شکریہ، جناب چیئرمین صاحب! ہمارے سینیٹرز بھائی بلوچستان میں سڑکوں کی بات کرتے ہیں اور ہونی بھی چاہیے۔ میں منسٹر صاحب سے ایک request کرنا چاہتا ہوں کہ خیبر پختونخوا میں جہاں موٹروے ختم ہوتی ہے تو 50, 60 فٹ area میں جب آپ داخل ہوتے ہیں تو اس کی حالت کے بارے میں آپ کو پتا ہونا چاہیے کہ اس کی کیا حالت ہے۔ میں زاہد خان، احمد حسن صاحب، بنگش صاحب اور باز محمد خان صاحب سے بھی پوچھوں گا کہ جب آپ موٹروے سے اتریں گے اور G.T. Road کی طرف جائیں گے تو پچھلے دس سالوں سے وہ 50 فٹ کا ٹکڑا افغانستان کا جنگ زدہ علاقہ لگتا ہے۔ جب آپ موٹروے چڑھیں گے تو اس 50 فٹ area میں آپ کو دس منٹ لگیں گے۔ خدارا! آپ اس کے لیے احکامات صادر کریں کہ یہ دونوں اطراف میں 100 فٹ کا جو ٹکڑا ہے یہ فوری طور پر تعمیر کریں۔ اس سے ٹریفک رک جاتی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، منسٹر صاحب۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! موٹروے پر کوئی 50 فٹ کا area ہے جہاں سے وہ کہہ رہے ہیں کہ گزرنا مشکل ہوتا ہے۔ میں concerned Ministry سے بات کرکے آپ کو assure کرتا ہوں کہ انشاء اللہ میں یہ ٹھیک کروادوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔جی، ہمایوں صاحب۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جناب چیئرمین! یہاں پر لسٹ دی گئی ہے جس میں بلوچستان کے بھی 8 projects دکھائے گئے ہیں۔ جہاں تک میری information کا تعلق ہے بلوچستان میں اس گورنمنٹ نے ساڑھے چار سال میں صرف ایک نیا project initiate کیا ہے وہ Kolpure bypass کا ہے۔ باقی جو ژوب۔ قلعہ سیف اللہ کی بات کر رہے ہیں یا دوسرے علاقوں کی بات کر رہے ہیں یہ تو ساری جنرل مشرف کے دور کی باتیں ہیں۔ ملتان میں 80 ارب اور لاڑکانہ میں 60 ارب کا کام ہو رہا ہے تو بلوچستان میں صرف ایک project شروع کیا ہے اور وہ بھی ایک ارب روپے سے کم لاگت کا ہے۔ بلوچستان کے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ یہ ہمارے حصے کے پیسے ملتان اور لاڑکانہ میں کیوں لگائے گئے، منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! میں نے جو سارے منصوبے بیان کئے ہیں۔ میں نے ان کی تفصیل بتائی ہے اور ان دو سالوں میں وہاں جو funds allocate ہوئے میں نے ان کی بھی تفصیل بتا دی ہے۔ میں نے معزز رکن کو موجودہ حکومت کی اس سال جو allocations بھی بتائی ہیں، کہتے ہیں تو repeat کر دیتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ وہ جواب دے رہے ہیں۔

سینیٹر محمد ہمایوں خان: جواب غلط دے رہے ہیں۔ سوال صحیح سمجھ نہیں پا رہے ہیں۔

چوہدری امتیاز صفدر وڑائچ: جناب چیئرمین! گزارش یہ ہے کہ معزز رکن میرے لیے بڑے محترم ہیں۔آپ نے جو سوال پوچھا ہے میں اس کا جواب دے رہا ہوں۔آپ جواب سنیں۔آپ اگر جواب اپنی پسند کا چاہتے ہیں تو وہ جواب میں نہیں دوں گا۔ میں جو حقائق ہیں وہی بیان کروں گا۔ میں اس میں بتاتا چلوں کہ موجودہ سال میں بھی بلوچستان کا 10 billion ہے، خیبر پختونخوا کا 14 billion ہے، سندھ کا 10 billion ہے اور پنجاب کا 12 billion ہے تو اس سال بھی allocations خاطر خواہ ہیں۔ پچھلے اخراجات بھی میں نے بتا دیے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، کلثوم صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ وڑائچ صاحب قابل احترام ہیں۔ یہاں جتنے سوالوں کے جوابات دیے گئے ہیں وہ غلط ہیں۔ جتنی منسٹریاں ہیں وہ اپنے جوابات غلط دے کر منسٹرز کو یہاں پر شرمندہ کرتی ہیں، کم از کم صحیح جوابات آ جائیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہ رہی تھی۔آپ جب تشریف رکھتے ہیں تو ہم سمجھتے ہیں کہ کم از کم بلوچستان کا مسئلہ ہم بڑی خوبی کے ساتھ اٹھا سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: منسٹر صاحب نے assurance دی ہے کہ وہ concerned Minister سے مل کر آپ کے خدشات دور کریں گے۔ The question hour is over. اب ہم leave applications لے لیتے ہیں۔

Leave of Absence

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب گلزار احمد خان صاحب نے ناسازی طبعیت کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب عدنان خان صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ تین اور چار ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میر ولی محمد بادینی صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ تین اور چار ستمبر کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب محمد ظفراللہ خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ چار اور پانچ ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ پانچ تا سات ستمبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مشاہد صاحب۔

Presentation of Report of the Standing Committee

سینیٹر مشاہد حسین سید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Thank you Mr. Chairman, it is my great pleasure to present the first report of the Committee on Defence and Defence Production.

ہماری کمیٹی چار جون کو form ہوئی تھی، اس میں الیکشن بھی ہوا تھا and I am very grateful to all my colleagues, distinguished members of the Parliament, the senior leaders who reposed confidence in me اور 23rd جولائی کو after 7 weeks, our report was ready. ہم نے اپنی ویب سائٹ بھی launch کی اور یہ نئی پارلیمنٹ کی پہلی رپورٹ تھی۔ اس میں دو تین انوکھی چیزیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ I think all of my colleagues. میرے ساتھ تھے۔ یہاں سحر کامران صاحبہ بیٹھی ہیں، راجا ظفرالحق صاحب، کرنل مشہدی صاحب، بابر صاحب آپ بھی ساتھ تھے، اور دوسرے دوستوں نے بھی بڑا تعاون کیا۔ It is combination of team work and home work. اس میں پہلی دفعہ کسی رپورٹ میں ہم نے کمیٹی کا ایک work plan دیا ہے کہ ہم نے یہ کام اس سال ترتیب سے کرنا ہے۔ Armed Forces کی طرف سے briefings بھی ہوں گی، public hearings بھی ہوں گی اور issues کے حوالے سے ہم نے گفتگو بھی کرنی ہے۔

دوسری بات ہم نے یہ کی ہے کہ یہ پہلی کمیٹی ہے جس نے اپنی ویب سائٹ بھی develop کر لی ہے۔ ہماری ویب سائٹ www.Senatedefencecommittee.com.pk ہے۔ آج بھی ہمارا message ہے کل Defence of Pakistan Day کے حوالے سے تینوں Services کا ذکر ہے، articles بھی ہیں اور ہم نے کہا ہے کہ سب members contribute بھی کریں گے۔

تیسری بات ہم نے Research interns بھی شروع کر دی ہیں۔ اس رپورٹ کی ایک اور کاپی ہم نے print بھی کر دی ہے۔ You would have got a copy I am sure. میں نے سینیٹ کے لوگوں کو بھجوائی ہیں۔ اس رپورٹ کے چھاپنے میں ہم نے سینیٹ کے کوئی funds استعمال نہیں کیے ہیں، think-tank صرف لیے ہیں۔

جناب چیئرمین! لوگ بات کرتے ہیں پارلیمنٹ کی بالادستی کے حوالے سے۔ تو ہم سمجھتے ہیں کہ پارلیمنٹ کی بالادستی قائم ہوتی ہے وہ صرف زبانی جمع خرچ سے نہیں ہونی ہے it has to be done through *karkardagi*, through performance and through Leadership and ideas and issues. اور اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ بہت important role ہے پارلیمنٹ کا کہ قومی سلامتی اور دفاع کے حوالے سے ہم نے نئے initiatives لئے کیونکہ کچھ policies ہماری اب پرانی ہو چکی ہیں اور فرسودہ بھی ہو چکی ہیں۔ ہم نئے تقاضوں کے مطابق اس پالیسی کو آگے لے کر چلیں گے۔ اس حوالے سے ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم ایک پل کا کردار ادا کریں گے۔

(آگے ٹی 11 پر جاری ہے)

ER12 7:40 P.M. FAHEEM/ ED Abdul Rauf Khan T11-05SEP2012

سینیٹر مشاہد حسین سید: (جاری---) اس حوالے سے ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم ایک پل کا کردار ادا کریں گے in civil military relations, between the khaki and the mufti also and also Mr. Chairman, یہ جو national security ہے، ہمارے ہاں ہمیشہ اس کو define کیا گیا ہے army terms میں اور military terms میں کہ national security کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس فوج ہو، F-16 ہوں، tanks ہوں، atom bomb ہو تو یہ national

that is no longer relevant. National Security, national defence today depends on a lot of key ! ہے۔ آج کل جناب چیئرمین security

civilian components, for example, Parliament. اس federation کو کون جوڑتا ہے؟ It is political parties. جن کے roots صوبوں میں ہیں، جن

کے roots تمام طبقات میں ہیں اور ان کی support base ہے۔ Rule of Law, provincial autonomy, education, energy, ان components کو ہم نے

آگے لے کر چلنا ہے۔ ہم نے یہ بھی کہا ہے اس report میں کہ ہم انشاء اللہ اپنی briefings کے ذریعے، مشاورت کے ذریعے اور جو public hearings ہوں گی

ان کی مدد سے ہم ایک document تیار کریں گے سال کے آخر تک، جس کا نام ہوگا National Defence Policy Strategy Document.

اس وقت بات ہو رہی ہے کہ امریکہ افغانستان سے جا رہا ہے، international challenges ہیں، regional challenges ہیں، terrorism ہیں اور

دوسری threats ہیں تو ان حالات میں ہم نے کیا کرنا ہے۔ Armed Forces are working at the direction of the Government. Government

leadership provide کرے نہ کرے، we have to provide leadership, ideas and issues، اور اس حوالے سے ہم اس کو آگے لے کر چلیں گے۔ ایک بڑی

اچھے proposal آئی تھی سینیٹر سحر کامران صاحبہ کی طرف سے، ان کی proposal پر ہم نے گیاری سیکٹر کے شہداء سے یکجہتی کا اظہار کیا اور کل Mr. Chairman,

Defence of Pakistan Day ہے اور کل صبح سات بجے ہم یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں اور ہم جا رہے ہیں صوابی اور وہاں پر کیپٹن کرنل شیر خان شہید، نشان

حیدر کے ہاں، آپ بھی اس کے رکن ہیں، and I hope-----

Mr. Deputy Chairman: I want to ask that, is the programme is on?

Senator Mushahid Hussain Syed: Yes, sir, the programme is on and Mr. Chairman, I will give you a wake up call at 6:00 A.M. sharp Insha Allah and you will join us hopefully. So, we have to express solidarity with our heroic armed forces.

جو وہ کام کر رہے ہیں in protecting the motherland in accordance with their Constitutional role and obligation اور اس کو ہم نے آگے لے کر چلنا

ہے کیونکہ first line of defence بھی پارلیمنٹ ہے اور اگر armed forces کا role کامیاب ہونا ہے in their Constitutional obligations and we are

acting as a sort of air cover to them because without political support, without the support of the nation, you cannot win any war in

these days. لہٰذا اس حوالے سے، issues کے حوالے سے، thinking کے حوالے سے اور یہ پہلی رپورٹ جون اور جولائی کی ہے، انشاء اللہ next report

August کی، جو کہ تیار ہو چکی ہے وہ بھی آ جائے گی اور میں اپنے colleagues سے کہتا ہوں کہ I will be grateful اور اگر ان کا کوئی input ہے تو وہ پیش کریں

اور وہ لوگ جو اس کمیٹی کے علاوہ اس ایوان کے رکن ہیں، ہمارے ہاں بڑے high intellectual leaders بھی ہیں، راجا ظفر الحق صاحب خود بڑے senior

leader ہیں and he comes from, what they say, the martial areas of the fighting regions. Col. Tahir Hussain Mashhadi *sahib* is an ex-

serviceman, he is also very important, فرحت اللہ بابر صاحب کی بڑی contribution ہے۔ دوسرے دوست بھی ہیں، because we have leaders

and representatives of six political parties in this Committee. So, it is a representative committee. This Committee is functioning,

Mr. Chairman, above party lines because national security and national defence کا تعلق State of Pakistan سے ہے، پاکستان کی عوام سے ہے، کسی سیاسی جماعت سے یا حکومت سے نہیں ہے۔ لہٰذا ہماری سوچ بھی ایک قومی سوچ ہے اور اس حوالے سے ہم آگے چل رہے ہیں۔ So, I am very grateful to our members and *Insha Allah* with their guidance and support we will be there and you, Mr. Chairman, are also a very distinguished and a very worthy and a very key member of our Committee and you have been playing a very key role also because you are a grass roots activist from Balochistan. So, Thank you very much for giving me this opportunity and *Insha Allah* we will carry this process forward. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Report stands presented. Yes, Shahi *sahib*.

سینیٹر شاہی سید: جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے ہاؤس کے record پر بھی لانا چاہتا ہوں کہ کل سے میڈیا پر سندھ میں ایک آرڈیننس کے ذریعے ایک واویلہ اور شور مچا ہوا ہے اور مشرف کا 2001 کا قانون جس کی ہم پورے سندھ میں بسنے والی ساری قومیتیں مخالفت کر چکے ہیں۔ جس کو ہم ایک سازش سمجھتے ہیں اور آنے والے انتخابات کے لیے تیاری ہو رہی ہے۔ پھر یہ ہے کہ پورے پاکستان میں جس قانون کی مذمت کی گئی، پھر تینوں صوبوں میں ختم ہوا، آخر سندھ میں ایسی کیا مصیبت آئی ہے کہ اس قانون کو واپس لایا جا رہا ہے۔ جس قانون کے تحت کراچی کی ڈیڑھ یا پونے دو کروڑ کی آبادی جس کے پانچ ضلعوں کو ایک کر دیا گیا۔ حیدرآباد جو کہ ایک ضلع ہے جس کی 25 لاکھ کی آبادی ہے کو تین ضلعوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہ ایک سازش ہے۔ اس میں اداروں کو یرغمال بنایا گیا۔ اداروں میں لوٹ کھسوٹ ہوئی ہے۔ اس میں ساری قومیتوں کے بنیادی حقوق غصب ہوئے ہیں۔ لہٰذا راتوں رات اس پر بیٹھنا، میڈیا کے توسط سے ساری دنیا اس کو دیکھ رہی ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں چار سال سے meetings ہو رہی ہیں۔ آخر اس میں کیا مسئلہ ہے جبکہ دونوں فریق اپنے آپ کو پاکستانی کہتے ہیں، اس میں کیا قباحت ہے کہ ان کا آپس میں compromise نہیں ہوتا۔ ہم بھی اس حکومت کے ایک چھوٹے سے اتحادی ہیں، پاکستان مسلم لیگ (ف) والے بھی اس حکومت کے اتحادی ہیں، پاکستان مسلم لیگ (ق) والے بھی اتحادی ہیں، لیکن کسی سے بھی بات نہیں ہوئی۔ بس دو پارٹیاں آپس میں بیٹھ کر بات چیت کر رہی ہیں۔ اگر آپ اس کو صوبے کا نام دینا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ اس کو ایک صوبہ بنانا چاہتے ہیں اور آپ revenue اور پولیس کے اختیارات بھی city Government کو دینا چاہتے ہیں، اگر آپ سندھ حکومت کے اندر ایک اور حکومت بنانا چاہتے ہیں تو ہمیں مت ماریں، ہمیں لہولہان نہ کریں۔ خدارا! پورا ایوان اس پر توجہ دے، وہاں پر تمام قومیتیں تباہی اور بربادی کی طرف جا رہی ہیں۔ وہاں پر ہمارے دفاتر بند کیے جا رہے ہیں۔ وہاں سے ہمارے جھنڈے اتارے جا رہے ہیں۔ وہاں پر قانون نام کی کوئی چیز نہیں رہ گئی۔ 212 murders کا بندہ گرفتار ہوتا ہے اور اس کے خلاف صرف 13D کی FIR کاٹی جاتی ہے اور اس کے خلاف کوئی گواہی بھی آنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اس صورتحال میں مجھے سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ ہم کیا کریں۔ رات کے بارہ بجے meeting, رات کے دس بجے meeting, میڈیا والے گورنر ہاؤس کے باہر کھڑے ہوئے ہیں، کبھی وزیراعلیٰ ہاؤس کے باہر کھڑے ہوئے ہیں۔ یہ کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔ آخر ان سازشوں میں کیا ہو رہا ہے؟ ہم اس ہاؤس کے توسط سے یہ چاہتے ہیں کہ آپ وفاقی حکومت کو ہدایت کریں کہ

خدارا! کہ یہ کوئی غیر آئینی اور غیر قانونی کام نہ کریں اور ہم ایسے کام کا حصہ بالکل نہیں بنیں گے۔ عوامی نیشنل پارٹی پرزور مذمت کرے گی اس آرڈیننس کی اور ہم سندھ میں بسنے والے سندھیوں کے ساتھ اور ان قوم پرستوں کے ساتھ ہیں اور جو بھی اس سلسلے میں ہمارا ساتھ دے گا ہم اس کے ساتھ ہیں اور ہم پرزور مذمت کرتے ہیں۔ ہم اس ظالمانہ مشرف کے نظام کو نہیں مانتے، نہیں مانتے اور ہم اس کو condemn کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کاکڑ صاحب۔

(Followed by T12)

T12-05SEP2012 UR2 SAIFI/ED Javaid TIME0750

سینیٹر شاہی سید۔۔۔۔۔۔۔ جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم اس ظالمانہ مشرف کے نظام کو نہیں مانتے، نہیں مانتے، ہم اس کو condemn کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر روزی خان کاکڑ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا تعلق بلوچستان سے ہے جو انتہائی پسماندہ صوبہ ہے۔ بلوچستان تقریباً 62 سالوں سے مختلف محرومیوں کا شکار ہے۔ ہر دور میں ان کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک ہوا ہے۔ یہاں پر میں یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ تھوڑی دیر پہلے میرے ساتھیوں نے کہا تھا کہ اس دور حکومت میں بلوچستان کے ساتھ کچھ نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے بلوچستان کو جو فنڈز دیئے، جو انہوں نے ملازمتیں دی اس کی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ میں یہاں پر یہ وضاحت کردوں کہ یہاں پر جو سوالات اور جوابات ہو رہے تھے، سوالات کے جو غلط جوابات آرہے تھے اس میں ہمارے وزراء صاحبان کا کوئی قصور نہیں ہے، اس میں قصور منسٹری کا ہے، بیوروکریسی کا ہے۔ بیوروکریسی نہیں چاہتی کہ جمہوریت چلے، یہ ملک مستحکم ہو۔ اس بیوروکریسی نے ماضی میں بھی ناروا سلوک کیا ہے اور ابھی بھی کر رہے ہیں۔ اس کی مثال میں، میں یہ دیتا ہوں کہ انگریز کے دور میں کوئٹہ سے ژوب تک ایک ریلوے لائن بچھائی گئی تھی جو وہاں کے لوگوں کو آنے جانے کے لیے اور پھلوں کو منڈیوں تک پہنچانے کے کام آتی تھی مگر بیوروکریسی نے اس ریلوے لائن کو ہٹا دیا اور بہانہ یہ کیا کہ وہاں پر بڑی لائن بچھائی جائے گی۔ افسوس یہ کہ کئی سال گزر گئے لیکن اس پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہو سکا۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بات بھی کروں گا کہ کوئٹہ سے لے کر ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان ایک ہی راستہ ہے جو ہمارے خیبر پختونخوا اور اسلام آباد کے لیے غریب لوگوں کے لیے آسان راستہ ہے جس کے ذریعے وہ اپنا مال منڈیوں تک پہنچاتے ہیں۔ اس سڑک کی مرمت کے لیے چالیس کروڑ روپے رکھے گئے تھے مگر پچھلے تین چار مہینوں سے بیوروکریسی اس کوشش میں مصروف ہے کہ ان funds کو کہیں اور shift کیا جائے۔ اس کا ٹینڈر بھی ہوا تھا، ژوب سے ڈیرہ اسماعیل خان تک چالیس کروڑ روپے کا کام شروع ہونے والا تھا مگر بیوروکریسی پتا نہیں وہ فنڈ کس کھڈے میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ بلوچستان کے ساتھ ناجائز ہو رہا ہے۔ آپ کے توسط سے میں مطالبہ کرتا ہوں کہ جلد از جلد جو ٹینڈر اخبارات میں آچکا ہے، اس فنڈ کو کسی اور جگہ منتقل نہ کیا جائے، اس پر کام شروع کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی سحر کامران صاحبہ۔

سینیٹر سحر کامران: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے میں چیئرمین Defence Committee مشاہد حسین صاحب کو مبارکباد پیش کرنا چاہتی ہوں ان کی ڈیفنس کی کمیٹی رپورٹ کے اجراپر اور website کے launch کرنے پر۔ مجھے اس بات پر بے انتہاء فخر ہے کہ اس vibrant بہت ہی responsible اور بہت اہم کمیٹی کی رکن ہوں اور مشاہد حسین صاحب کی چیئرمین شپ میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ پارلیمنٹ پہلی defence line ہے اور یہیں سے ہمیں، کیونکہ عوام کے نمائندے ہیں، یہیں سے ہمیں ایک مضبوط پیغام پہنچتی کا دینا ہے کہ ہم ایک قوم ہیں اور ہر مشکل مرحلے میں ایک ساتھ کھڑے ہیں۔ یوم دفاع کے حوالے سے تمام شہدااور ان کے خاندانوں کو سلام پیش کرنا چاہتی ہوں اور ان جوانوں کو بھی جو ملک کی سرحدوں کی دفاع کے لیے مامور ہیں، آج بھی تمام خطرات کو نظرانداز کئے ہوئے ہمارے ملک کی حفاظت کر رہے ہیں۔

جناب والا! اس وقت ملک کو بہت سے چیلنجز درپیش ہیں اور ان چیلنجز سے ہم اس وقت نبرد آزما ہو سکتے ہیں جب ہمارے تمام اداروں کے اندر harmony ہو۔ میں سمجھتی ہوں کہ ڈیفنس کمیٹی ایک ایسا فورم ہے جس کے ذریعے سے ہم civil and military relationship کے درمیان ایک مضبوط پل کے طور پر اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ کل انشاء اللہ ہم صوابی جارہے ہیں صرف ایک شہید کی فاتحہ کے لیے نہیں بلکہ یہ tribute تمام شہداکے لیے ہے جنہوں نے ملک کی حفاظت کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یہ نذرانہ عقیدت جو ہم پیش کریں گے وہ ان لوگوں کو ایک نیا جذبہ پیش کرے گا جو آج ملک کی حفاظت کر رہے ہیں ہم ان کی قربانیوں کو نظرانداز نہیں کرتے اس پر پوری قوم کو فخر ہے۔ اس کے علاوہ میں ایک opportunity اور بھی لوں گی کہ جب ہم گیاری سیکٹر کے شہیدوں کے عزیزوں سے ملنے گئے اور اپنا tribute پیش کرنے کے لیے گئے تو کرنل تنویر کی والدہ سے میں نے ایک وعدہ کیا تھا، انشاء اللہ جو وعدہ ان کے بیٹے نے ان کے ساتھ کیا تھا کہ وہ ان کو اس سال حج کروائے گا۔ میں بہت ممنون ہوں سید خورشید شاہ صاحب کی کہ انہوں نے approval دے دی کرنل تنویر کی والدہ اور ان کے بھائی کی بھی اور الحمداللہ جو payment کرنی تھی وہ میں نے آج کر دی ہے۔ میں اس ایوان سے کو بتانا چاہتی ہوں کہ میں نے جو وعدہ کیا تھا اس وعدے کو پورا کیا ہے۔ پیغام ہے ان لوگوں کے لیے جو کٹھن مرحلے میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بنگش صاحب۔

سینیٹر عبدالنبی بنگش: شکریہ جناب والا! بہت بہت شکریہ۔ No doubt مشاہد حسین سید صاحب نے ایک great کام کیا ہے۔ ویسے بھی ان کا track record ہے کہ ماشاء اللہ وہ ایک منجھے ہوئے پارلیمنٹرین ہیں اور وقتاً فوقتاً اس قوم اور ملک کے لیے deliver کرتے رہے ہیں۔ ایک چیز جو میں بتانا چاہتا ہوں کہ جس کرنل شیر خان کے لیے یہ کل جارہے ہیں، اس کے اگر پس منظر میں آپ جائیں کہ وہ کارگل میں شہید ہوئے، جو ہمارے جرنیلوں کا ایک Adventure تھا، صرف adventurism کی بھینٹ چڑھے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے اس وقت کے چیف آف آرمی سٹاف نے یہ adventure launch کیا، ان نوجوانوں کی میتوں کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کیا تھا۔ جب انڈیا نے کہا کہ اگر آپ ان کو نہیں لے کر جائیں گے تو ہم ان کو انڈیا کا سب سے بڑا فوجی اعزاز دیں گے تو تب مجبوراً ان کو ماننا پڑا، ہمیں یہ چیزیں بھی identify کرنی چاہیے۔ اگر سلالہ میں ہمارے نوجوان شہید ہوتے ہیں، تو یہ جرنیلوں کے بچے نہیں ہیں، یہ قوم کے بچے

ہیں۔ آپ ان کے والدین سے پوچھیں کہ انہوں نے اس کو کیسے پالا پوسا، کیا ان کی امیدیں تھیں، no doubt کہ ان کے حلف میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ملک و قوم کے لیے جان کی قربانی دیں گے اس سے بڑی سعادت کا درجہ اور کوئی نہیں ہوتا لیکن یہ سارا adventurism ہے۔ جناب والا! ہمیں اس کا قبلہ بھی درست کرنا ہوگا۔ آج اگر بلوچستان میں لوگ چیخ رہے ہیں کہ ان کو مسخ شدہ لاشیں مل رہی ہیں تو میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ یہ civil elected democratic government کی پالیسی نہیں ہے۔ یہ ایک parallel طاقت ہے ہر انسان جانتا ہے this is an open secret اسی طرح پختونخوا میں بھی ہو رہا ہے، فاٹا میں بھی ہو رہا ہے۔ ہر جگہ، even کراچی میں جو رہا ہے۔ سارے فسادات کے پیچھے ہمارے وہی لوگ جن کو ہم نے اس ملک کے لیے، اس قوم کے لیے، اپنی حفاظت کے لیے مقرر کیا ہے آج انہوں نے ہی ہمیں colonies بنایا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین! مجھے کافی دفعہ ان باتوں سے منع کیا گیا، میں کہتا ہوں کہ میرے ملک کے جوانوں کو جو لوگ اپنے مہرے سمجھ کر استعمال کرتے ہیں، اپنے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں وہ میرا کبھی دوست نہیں ہو سکتا، وہ کبھی میرا محافظ نہیں ہو سکتا۔ میری پوری قوم اور ملک کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا، اگر ایک میں نہیں ہوا تو کیا فرق پڑتا ہے۔ میرے ساتھ کچھ بھی کریں لیکن میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں۔ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے سب لوگ گواہ ہیں کہ ایوب خان سے لے کر مشرف تک جتنی انہوں نے تباہی کی ہے، جو تباہی انہوں نے کی ہیں، سیاسی قوتوں نے اس گند کو صاف کیا ہے۔ جونہی سیاسی قوتیں زور پکڑنے لگتی ہیں تو یہی لوگ دوبارہ take over کرکے پھر سے گند ڈالتے ہیں، یہی ہماری بدبختی ہے۔ یہ emotional black mailing ہے کہ گیارہ سیکٹر میں، آپ مجھے بتائیں کہ آپ سر کریک کھو چکے ہیں، آپ سیاچین کھو ہو چکے ہیں، آپ آدھا پاکستان کھو چکے ہیں، آپ کارگل کھو چکے ہیں، آپ کشمیر کو بھول چکے ہیں کس لیے ہم لڑ رہے ہیں۔ آپ پہلے سر توڑتے ہیں، پھر سر جوڑتے ہیں، پہلے سے سر جوڑیں۔ یہ کریڈٹ میاں نواز شریف صاحب کو جاتا تھا کہ اس وقت کے پرائم منسٹر واجپائی صاحب آئے انہوں نے کہا کہ امن کا سال ہے اور امید ہے ہم کشمیر کے مسئلے کے حل تک پہنچیں گے۔ کیوں نہیں کرنے دیا گیا؟ کیوں؟ Let this adventurism not to be continued پھر جواز نہیں رہ جاتا۔ Please for God's sake ہر ملک اور قوم کو اپنی عزت، خود مختاری قائم رکھنے کے لیے ڈیفنس اور سب کچھ رکھنا پڑتا ہے۔ یہ adventurism اور اپنے ملک میں رکھنا، میرے خیال میں آج تک اگر آپ دیکھیں کہ ہماری forces نے صرف وزیراعظم ہاؤس اور صدر ہاؤس کو فتح کیا ہے اور کوئی جگہ فتح نہیں کی۔ ہم کیوں سفید ہاتھی پال رہے ہیں، گھاس تو کھا رہا ہے لیکن دودھ نہیں دے رہا۔ ہمیں اس کا قبلہ درست کرنا ہوگا۔ ڈیفنس کا بجٹ it should be debatable, and they should be accountable اور اس کو پارلیمنٹ میں لانا ہوگا، اس پر debate کرنی ہوگی کہ آپ کے پاس جو فنڈز آتے ہیں کس طرح allocate ہوتے ہیں، کتنے خرچ ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں جذباتی باتیں نہیں کرتا، یہ ایک حقیقت ہے اور ہم سب کو حقیقت ماننی پڑے گی۔ اگر آپ کا بچہ ہے، آپ کے والدین ہیں اور ان کو 104 ,103 بخار ہے تو آپ اس کو اس کو ٹافیاں اور آئیس کریم کھلا کر۔۔۔۔ جاری ہے۔۔۔

T13-05Sept2012 Rauf/Sial Ed/ 8-00/UR10

سینیٹر عبدالنبی بنگش: اس کو آپ تلخ گولیاں کھلائیں گے۔ انجکشن لگائیں گے اور even though کہ آپریشن کریں گے تب اس کا علاج ہوگا۔ لہٰذا یہ ایک کینسر ہے جس کو ٹھیک کرنے کے لیے ہمیں آپریشن کرنا پڑے گا اور یہ سب پارلیمنٹرین کا فرض بنتا ہے کہ اس کا قبلہ درست کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حاجی غلام علی صاحب۔

سینیٹر حاجی غلام علی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب یہ ایک privilege motion ہے اور میں ایک privilege motion move کرتا ہوں۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ تو point of order پر ہیں۔

سینیٹر حاجی غلام علی: جی، میں پیش کرتا ہوں کیونکہ لیڈر آف دی ہاؤس سے بات ہوئی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ پیش کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اگر آپ کا point of order ہے تو آپ اس پر بولیں لیکن اگر privilege motion ہے تو کل صبح اس کو لے لیں گے۔ ٹھیک ہے۔

سینیٹر حاجی غلام علی: اچھا point of order پر یہ کہوں گا کہ ابھی جو اولمپکس ہوئے تھے اس میں پاکستان کے کوئی اچھے نتائج نہیں آئے لیکن پرسوں کولمبو میں Asian Games ہو رہے تھے اس میں پاکستان کی ایک ٹیم فائنل میں پہنچ گئی لیکن وہ شکست کھا گئی اور بھارت کی ٹیم جیت گئی اور یہ سکینڈ پر آئے تو لیڈر آف دی ہاؤس سے میں request کروں گا کہ یہ چار پانچ بندوں کی ٹیم ہے ان کے لیے کچھ انعام اور سینیٹ میں ادھر ان کے لیے کچھ Reception ہو جائے تاکہ انہوں نے پہلی بار ایک تمغہ جیتا ہے تو ان کی حوصلہ افزائی ہو جائے اور کھیلوں کو فروغ مل سکے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ حمزہ صاحب۔ ان کا پہلے ہے وہ لائن میں آ گئے ہیں۔ ان کے بعد پھر دھامرہ صاحب۔

سینیٹر حمزہ: جناب چیئرمین! کل یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم ملک میں امن عامہ کے بارے بحث کریں گے اور میں نے اس کے بارے میں تحریک التواء بھی دی ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے گفتگو کرنے کا موقع دیا ہے۔ میں اس پر گفتگو کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حمزہ صاحب، عرض یہ ہے کہ Law & order پر کل اور پرسوں دو دن بحث ہو گی۔ دھامرہ صاحب۔

سینیٹر مختیار احمد دھامرہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! یہاں ایک بات ہوئی ہے کہ سندھ کے اندر ایک قانون پاس ہو رہا ہے اور اس کے بارے میں خدشات کا اظہار بھی ایک معزز رکن نے کیا ہے کہ کہیں خدانخواستہ اس قانون کی منظوری سے کسی صوبے اور خاص طور پر جہاں پر یہ باتیں ہو رہی ہیں سندھ صوبے کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہو رہی ہے یا اس کو دو حصوں میں بٹنے کی جو بات کی گئی ہے۔ میں ذمہ داری سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کسی صوبے کے خلاف نہیں ہے اور پیپلز پارٹی کے ہوتے ہوئے نہ وفاق کو نقصان پہنچ سکتا ہے نہ پاکستان کے کسی صوبے کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور یہ بات بھی میں record پر لانا چاہتا ہوں کہ ان کے جو خدشات کسی معزز رکن کے منہ سے اس ایوان میں آئے ہیں مگر کسی بھی صورت میں خاص طور پر جیسا کہ سندھ کی نشاندہی کی گئی ہے تو سندھ کی تقسیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور خاص طور پر وفاقیت کی بہت مضبوط جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے ہوتے ہوئے سندھ میں کسی بھی سیاسی اتحاد کی وجہ سے یا کسی قانون کی وجہ سے کوئی ایسا آرڈیننس آیا ہی نہیں، جس کے لیے ان خدشات کا اظہار کیا جائے کہ خدانخواستہ اس سے سندھ کی تقسیم ہو جائے گی یا سندھ دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا یا قومیت میں کوئی نفرت ہو جائے گی تو میں record پر یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ

پیپلز پارٹی کے ہوتے ہوئے اور خاص طور پر میں سندھ کے ایک سینیٹر کی حیثیت سے ذمہ داری سے میں یہ کہتا ہوں کہ سندھ سمیت کسی بھی صوبے کے اندر کوئی بھی ایسی اگر situation پیدا کی گئی جس میں کسی صوبے کی تقسیم سے وفاق کو کمزور کرنے کی کسی صوبے سے بات ہوئی تو وفاق کی علامت پاکستان پیپلز پارٹی اس کی ڈھال بنے گی اور خاص طور پر اگر سندھ کے حوالے سے کوئی دوست یہ کہتا ہے تو یہ بات درست نہیں ہے۔اللہ نہ کرے کہ کسی کے یہ خدشات درست ہوں اور اگر کوئی ایسی سازش کی گئی تو ہم سخت مزاحمت کریں۔سندھ کی تقسیم کسی صورت میں نہ تو برداشت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ایسی کوئی وہاں پر رجحان ہے اور نہ ہی ایسی کوئی آواز ہے کہ وہاں کسی ایک اتحاد سے یا کسی آرڈیننس سے یا کسی لوکل باڈیز کے کسی مسودے پر signature سے سندھ کی تقسیم سے کوئی نقصان ہو۔پیپلز پارٹی بڑی ذمہ داری سے ان نفرتوں کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہے اور خاص طور پر سندھ کے اندر بھی پیپلز پارٹی کا جو role ہے ۔تمام اتحادی پارٹیوں کے سیاسی قائدین کا انتہائی مشکور ہوں جو صدر پاکستان جناب آصف علی زرداری صاحب کے ایک vision کے مطابق ان کی دانشمندانہ سوچ کے مطابق ان کے ساتھ ہیں۔الحمد للہ ان کے ساتھ رہیں گے اور اگر خدانخواستہ کسی ناپاک ذہن نے ایسی کوئی بھی کوشش کی تو ہم اس کی سخت مزاحمت کریں گے۔ہم پاکستان کو اکٹھا رکھیں گے ہم وفاق کو اکٹھا رکھیں گے اور پیپلز پارٹی کے ہوتے ہوئے صوبے بھی مضبوط ہوں گے اور پاکستان بھی مضبوط ہوگا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی کرنل مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you Mr. Chairman. Sir, first of all, I would like to add my voice to the rest of the House regarding Senator Syed Mushahid Hussain Syed. There is no doubt that he is one of the most outstanding intellectuals in the country. He is a leader in his own right. He is a great parliamentarian and most of all, he is a wonderful and a very dynamic leader of men and especially as the Chairman of the Defence Committee,I congratulate him on his efforts so far and his vision and plan for this Committee. I also add my voice for the brave forces of Pakistan.

پاکستانی فوج نے جو قربانیاں دی ہیں وہ سب کی نظر میں ہیں۔ وہ اتنی پروفیشنل، اتنی بہادر، اتنی patriotic فوج اس دنیا میں نہیں ہے۔ Against all odds, against inhuman, barbaric, miscreants, rebels اور دہشت گردوں کے ساتھ انہوں نے جو جنگ کی ہے اور پاکستان کی جنگ جو وہ لڑ رہے ہیں اس کو پوری قوم خراج تحسین پیش کرتی ہے اور یہ grateful nation ان کی قربانیوں کو مانتی ہے۔ An honourable Senator from Khyber-Pakhtunkhwa نے ابھی point of order raise کیا regarding Local Bodies' Elections in Sindh. The Local Bodies' Elections are a part of the Constitution of Pakistan. Local Bodies' Elections are part of the democratic process. Democracy ہو ہی نہیں سکتی جب تک Local Bodies' Elections نہ ہوں اور gross root پر representation نہ ہو تو میں ذرا یہ clarify کرنا چاہتا تھا کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں آ رہی ہے یا کوئی ایسی sinister چیز نہیں آ رہی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو کہ reality ہے۔ Local Bodies' empowerment of the locals at the gross root and the lowest level پر بہت ضروری ہے اور یہ civic services بھی جتنی ہوتی ہیں اور پوری دنیا میں خاص کر parliamentary form of government میں local bodies play vital role in the democratic process تو کسی قسم کے کوئی alarm اور کسی قسم کی conspiracy سے ہمیں گریز کرنا چاہیے۔ ہر چیز کو دیکھا جائے کہ پاکستان کی عوام کو ہم نے empower

کرنا ہے ہم نے ان کو ان کے بنیادی حقوق دینے ہیں اور ان کے بنیادی حقوق میں سب سے اولیت، یہ Provincial Assemblies, National Assembly یہ بعد میں آتے ہیں، سب سے پہلے local bodies آتی ہیں تو اگر کل ملک میں Local Bodies' Elections ہو جائیں۔ یہ خوش آئند بات ہے یہ اچھی بات ہے یہ پاکستان کی عوام کی favour میں بات ہے اور معزز ممبر جو خیبر پختونخوا سے elect ہو کر آئے ہیں انہوں نے سندھ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے۔ میں اپنی voice اس میں add کرتا ہوں۔ متحدہ قومی موومنٹ کبھی بھی کوئی ایسی بات برداشت نہیں کرے گی جس سے پاکستان کے اوپر کوئی آنچ آئے۔ پاکستان کی sovereignty, national integrity and سالمیت کے لیے متحدہ قومی موومنٹ اپنی آخری جان دے دے گی۔ الطاف حسین بھائی نے وقتاً فوقتاً اور ہر وقت یہی کہا ہے کہ اس ملک کو بچانے کے لیے، اس ملک کو بنانے کے لیے MQM نے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں اور وقت آیا تو اس ملک کو بچانے کے لیے ہم ہر قسم کی قربانی دیں گے مگر ہم اپنے پیارے وطن کو، کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ

آگے ٹی ۱۴۔

Azhar/Ed.Mohsin ur6 t14-05sep2012

سید طاہر حسین مشہدی۔۔۔ جاری۔۔۔ اور وقت آیا تو اس ملک کو بچانے کے لیے ہم ہر قسم کی قربانی دیں گے مگر اپنے پیارے وطن کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دیں گے۔ شکریہ جناب چیئرمین!

جناب ڈپٹی چیئرمین: سینیٹر کاظم خان صاحب۔

سینیٹر محمد کاظم خان: شکریہ جناب چیئرمین! زیادہ بات تو نہیں کروں گا۔ مشاہد حسین صاحب میری بات سن کر جائیں گے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک بات اٹل ہے کہ اپنا قبلہ اور غلطیاں درست کرنا بہت ضروری ہے۔ جن جوانوں نے شہادت دی، میں سمجھتا ہوں کہ ان کا کوئی قصور نہیں تھا۔ قصور اس leadership اور ان generals کا تھا جنہوں نے ایسی policies بنائیں، جن کی وجہ سے ان کی شہادت ہوئی۔ میں مشاہد صاحب سے کہوں گا کہ وہ ضرور جائیں۔ ان کو جتنا بھی tribute دے سکتے ہیں، دیں۔ انہوں نے لاعلمی میں، اپنے ملک کو بچانے کے لیے کیا جب کہ غلط پالیسی اور غلط طریقے سے، جنرل ضیاء الحق، جنرل مشرف اور یحیٰی خان کو دیکھ لیں، یہ سب ان کی غلط پالیسیاں تھیں۔ ضیاء الحق نے افغانستان کی جنگ چھیڑی، یہ بھی غلط کیا اور غلط قبلہ تھا۔ اس کے بعد جنرل مشرف نے کارگل کا کیا۔ یہ جو کارگل میں شہادت کے مسئلے کو چھیڑ کر جا رہے ہیں، یہ صرف چار جرنیلوں کی بات تھی۔ مشرف، محمود، عزیز اور ایک اور جرنیل تھا، یہ پالیسی صرف ان چاروں نے بنائی۔ حتیٰ کہ وزیر اعظم ہوتے ہوئے نواز شریف کو بھی نہیں بتایا گیا کہ کیا کرنا ہے، کیا نہیں کرنا۔ جناب چیئرمین! جرنیلوں نے جو غلطی کی ہے اسے highlight کرنا چاہیے۔ بتانا چاہیے کہ انہوں نے یہ غلطیاں کی ہیں جن کی وجہ سے ہمارے جوان شہید ہوئے ہیں۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے جوانوں کو نشان حیدر پاکستان پیپلز پارٹی نے دیا ہے ورنہ یہ officers کو ملتا تھا۔ بات اصل میں یہ ہے کہ شہادت پر کوئی dispute نہیں ہے۔ انہوں نے تو اپنی قربانیاں دی ہیں۔ ان کو تو پتا بھی نہیں تھا کہ کیا mission ہے اور کس لیے کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے اپنی زمین اور اس ملک کو protect کرنا تھا۔ جناب چیئرمین! میرا مطلب یہ ہے کہ جرنیل اور جنہوں نے شروع سے غلط پالیسیاں بنائی ہیں، ان کی وجہ سے بہت سے مسائل کا سامنا

کرنا پڑ رہا ہے۔ ان کی غلطیوں کو highlight کیا جائے اور قوم کو بتایا جائے کہ ان کی غلطی کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔ چار آدمیوں نے پروگرام بنا کر پورے ملک کا بیڑہ غرق کیا اور کارگل میں اتنے فوجی مارے گئے، جتنے دو جنگوں میں نہیں مارے گئے۔ میں جناب مشاہد حسین سید صاحب سے کہوں گا، یہ میرے بڑے اچھے دوست اور ان سے بڑے اچھے تعلقات ہیں، یہ ضرور جائیں اور یہ جتنا بھی خراج تحسین پیش کر سکتے ہیں، کریں۔ ہماری wishes بھی ان کے ساتھ ہیں لیکن ان کو ایک غلط پالیسی کی وجہ سے ill informed طریقے سے مروایا گیا ہے۔ اس لیے آپ کو قبلہ صحیح کرنا ہوگا اور جرنیلوں کی غلطیوں کو highlight کرنا پڑے گا۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ کاظم صاحب۔ عبدالحسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: چیئرمین صاحب! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ میں بہت ادب سے درخواست کروں گا کہ کل جو کچھ ہوا۔ کل پارلیمنٹ نے اپنا کام کیا۔ Petrol prices بڑھنے پر ہر پارٹی کے لوگوں نے باتیں کیں۔ عوام کے دکھ اور دوسری ہر بات کی گئی۔ اس کے بعد وزیر صاحب نے آ کر اس کو sum up کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کل جو کچھ ہوا اس کا نتیجہ کیا ہوا؟ نتیجہ صفر۔ جو position پرسوں تھی، وہی آج ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی industry collapse ہو چکی ہے۔ آپ نے اس میں اگر آخری کیل ٹھونکنی ہے تو خاموشی اختیار کر سکتے ہیں لیکن میں درخواست کروں گا کہ خدا کے لیے اگر آپ نے industry کو نہ بچایا تو پھر عوام بھی نہیں بچے گی۔ اس لیے کہ اگر industry نہیں ہوگی تو عوام کہاں سے کھائے گی۔ کل ہم نے جو کچھ کیا وہ ہم parliamentarians کی ذمہ داری تھی، وہ پوری کر دی کیونکہ ہر ممبر نے اپنی اپنی party policy کے مطابق غریبوں کی بات کر لی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ میں درخواست کروں گا کہ خدا کے واسطے، یہ بہت اہم مسئلہ ہے، اس کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا جائے۔ اس کا طریقہ کیا ہے؟ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر یہ own نہیں کرتے کیونکہ کل وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ یہ میرے under نہیں ہے اور OGRA independent ہے۔ یہ کیا مذاق ہے؟ جناب چیئرمین! اس کو seriously لیجیے۔ اگر آپ parliamentarians کی ایک committee بنائیں جو وزیر صاحب کے ساتھ مل کر دو، تین دن میں اس سلسلے میں فیصلے کرے اور کوئی ایسا formula drive کر لیا جائے تاکہ آئندہ کوئی ایسا مسئلہ نہ ہو۔

میں نے کل ایک بات کہی تھی لیکن وہ دب گئی۔ میں آج پھر کہہ رہا ہوں کہ آپ جو taxes لیتے تھے، خدا کے واسطے ان کو کم کر دیجیے، 60 or 70 dollar کی ایک limit مقرر کر دیجیے کہ اس سے اوپر taxes نہ لیے جائیں۔ جتنی قیمت بڑھتی ہے یعنی اگر ایک سو ڈالر ہوتی ہے تو اس کا جو impact آتا ہے، صرف وہ بڑھایا جائے لیکن 60 dollar پر ایک ceiling لگائیے۔ تجاویز اور بھی آئیں گی لیکن اگر آپ نے کمیٹی نہ بنائی، اگر Ministry of Finance, Ministry of Petroleum and OGRA کے لوگوں کو بٹھا کر کوئی formula نہ بنایا تو جناب چیئرمین! میں on record یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ industry بند ہو چکی ہے، بند ہو رہی ہے اور اس ایوان کے لوگ اس میں آخری کیل ٹھونکیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرے دو points of order ہیں۔ ایک تو مشاہد حسین سید صاحب نے جو report پیش کی ہے۔ وہ اپنی ذات میں ایک بہت بہترین انسان ہیں۔ میں گزشتہ دس سال سے ان کے ساتھ کام کر رہی ہوں۔ بلوچستان پر بھی ایک کمیٹی بنی تھی، جس میں انہوں نے بھرپور محنت کی تھی۔ ہماری بدقسمتی کہ کچھ لوگوں نے اس کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے دیا اور ہم آج تک ان حادثات کا شکار ہیں جو پہلے سے موجود تھے۔ کچھ باتیں جو انہوں نے اپنی Committee report میں کہی ہیں، یقیناً وہ ایک لگن سے کام کر رہے ہیں، ہم اس کو appreciate کرتے ہیں اور ہمارے دوسرے ساتھی بنگش صاحب نے جو باتیں کیں، ہر شعبے میں کچھ کالی بھیڑیں ہوتی ہیں، کچھ غلط لوگ ہوتے ہیں۔ آپ فوج، سیاستدانوں، media, judges, bureaucracy وکلاء ہر جگہ اچھے اور برے انسان ملتے ہیں۔ یقیناً کچھ لوگوں کی غلطیاں ضرور ہوں گی۔

جناب چیئرمین! دوسری بات جو میرے بھائی حسیب خان صاحب کہہ رہے ہیں وہ industry سے متعلق ہے۔ اگر اس ملک میں industry کا پہیہ نہ چلا تو یہ بتائیں کہ دو کروڑ کے قریب تو صرف کراچی کی آبادی ہے، لاکھوں ملازمین ہیں، پنجاب کی آبادی نو کروڑ ہے، یہ لوگ کہاں جائیں گے۔ آج ہم کہہ رہے ہیں کہ پہاڑوں پر بندوقیں لے کر ہمارے بچے ہیں۔ کل کو یہ بچے، یہ نوجوان کیا کریں گے جن کے پاس کرنے کے کچھ نہ ہوگا؟ جناب چیئرمین! میری آپ سے مودبانہ گزارش ہے، میں یہ سمجھتی ہوں کہ اس وقت آپ اس House کو chair کر رہے ہیں اور اس House کا regard کرتے ہوئے کوئی حل نکالیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ کوئی کمیٹی بنائیں کیونکہ ہم نے committee بنا کر دیکھ لیا کہ ہم مسئلے کے حل کی طرف نہیں گئے۔ ہمیں ایسی مشکلیں پیش آئیں کہ میں یہ سمجھ رہی ہوں کہ ہمیں meeting ہی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ میں آپ سے humbly request کرتی ہوں کہ آپ باقی colleagues سے مل کر، حسیب خان صاحب چلے گئے ہیں، ان کے ساتھ بیٹھ کر ایسا formula طے کر لیں کہ یہ تمام industry تباہی سے بچ جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نثار خان صاحب۔

سینیٹر نثار خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ پہلے میں مشاہد حسین سید صاحب اور ان کی defence committee کے ممبران کو اپنی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں اور اگر دیکھا جائے کہ اس معاملے پر بحث، بلوچستان کو لے لیں، پاکستان، کراچی کی بات ہو رہی ہے تو اگر دیکھا جائے تو یہ کمیٹی ایک بہترین کردار ادا کر رہی ہے۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو ماشاء اللہ، اس parliament میں ہم junior ہیں، ہم مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے لیکن ایسے seniors جس طرح سے راجہ صاحب، ڈار صاحب، مشاہد حسین صاحب ان کی سوچ کی، جس طرح یہ ایک نظر ڈال کر دیکھ لیتے ہیں تو تھوڑی بہت ہمیں بھی امید ہو جاتی ہے کہ چلو کچھ تو ہے۔ میرے کہنے کا مقصد ہے کہ آج ہم اندرونی حالات کو دیکھ رہے اور خاص طور پر law and order کے جو مسائل ہیں، آپ کراچی، خیبر پختونخوا، فاٹا میں دیکھ لیں تو اس کے ساتھ جڑا ہوا مسئلہ foreign policy کا ہے۔ Foreign policy کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ ہم اپنی میتوں اور تابوتوں کو، کہیں بلوچ بھائی، کہیں پختونخوا کے بھائی اپنے تابوتوں کو لے کر جا رہے ہیں اور رو رہے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس ملک میں یہ سب کچھ foreign policy کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔۔۔ جاری۔۔۔

T15-05SEP2012---ASHFAQ/ED.ZAFAR---UR5---8.20PM

جاری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سینیٹر نثار محمد۔۔۔۔

اس ملک میں سب کچھ Foreign Policy کی وجہ سے ہو رہا ہے۔آنے والے وقت میں یہ توقع کی جاتی ہے کہ اس پارلیمنٹ کی کمیٹی bridge ہے اور شاید یہ کام کرے گی۔ میرے خیال میں مشاہد حسین صاحب نے جو بات کی ہے کہ اس کمیٹی کے ممبران کل جا رہے ہیں، میں اپنے colleagues سے request کروں گا کہ ہم بن بلائے ان کے ساتھ جائیں، ہم بھی ان کے ساتھ جائیں گے۔

جناب ! میرا دوسرا point of order یہ ہے کہ جس طرح پہلے کافی بحث ہوئی کہ سینیٹر زاہد خان صاحب نے 15 مئی کو اپنا سوال جمع کرایا تھا اور میں نے بھی چار مہینے پہلے اپنا سوال جمع کرایا تھا، مجھے آج جواب ملا ہے، اس سوال میں یہ تھا کہ :

"The names of the Parliamentarians, Defence Officers, Judges, Journalists and Government Officers with designation who have been allocated residential plots in Islamabad"

یہ قوم جاننا چاہتی ہے، یہ ایک فرد نہیں جاننا چاہتا، یہ media والے یہاں پر بیٹھے ہیں، یہ جاننا چاہتے ہیں۔اس کا چار مہینے کے بعد جواب کیا آ رہا ہے؟ مجھے جواب مل رہا ہے کہ ہم نے زاہد خان صاحب کو جواب دیا ہوا ہے، اس کا جواب یہ آیا ہے کہ :

"Minister Incharge of the Cabinet Division, the information is being colleted and will be placed on the table of the House as soon as received."

یہ کوئی اربوں روپوں کے plots تھے یا کروڑوں کے حساب سے دیئے گئے ہیں، کتنے plots ہیں، یہ چار مہینوں میں information collect نہیں کر سکتے۔ جناب چیئرمین ! پارلیمانی لیڈر بیٹھے ہوئے ہیں، مجھے پانچ دن دے دیں اور دو آدمی دے دیں، میں ہی collect کر لیتا ہوں، یہ کیا مذاق ہے۔

جناب !اسی طرح آج IT کے حوالے سے سوال ہے تو مجھے پانچ مہینوں سے وہی جواب مل رہا ہے یا ہم receive کر رہے ہیں، یہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب !ان کو بھی کہہ دیں اور میں نے جس طرح کہا ہے کہ ہم مشاہد صاحب کے ساتھ ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب قائد ایوان صاحب ! آپ assurance دے دیں کہ ان کے سوالات کے answers کو expedite کرائیں گے۔ I am sure کہ نثار صاحب آپ مشاہد صاحب کے ساتھ جانا چاہتے ہیں، جی۔

Senator Mushahid Hussain Syed: Thank you for all the sentiments expressed by the colleagues, thank you.

جناب ! آپ بھی ہمارے ساتھ جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں جا رہا ہوں، I am part of you sir. جی، جہانگیر بدر صاحب۔

Senator Muhammad Jahangir Bader: Sir, there are two tyres of the Government, one is the Parliament,

جس میں Ministers اور دوسرے لوگ جو کمیٹی میں بیٹھے ہیں، ان کی collective responsibility ہے۔ The other tyre is the Executive Authority, افسران یا departments ہیں۔ میرا آپ کو یہ مشورہ ہوگا کہ ہم لوگ جو حکومت میں بیٹھے ہوئے ہیں، ہمیں ان departments کی ذمہ داری کو پورا کرنے کے لیے assert کرنا چاہیے لیکن ہمیں ان کا بوجھ نہیں اٹھانا چاہیے کہ ہم جوابدہ ہیں، .we should call them انہوں نے جو بات کی ہے، this is very important کہ یہاں کے جو اعلیٰ افسران ہیں جن کی یہ ذمہ داری ہے، ان سے ایک information مانگی گئی ہے، that should come to the House and to the honourable Members, خواہ وہ Opposition میں ہوں، خواہ وہ Government side پر ہوں۔ This is the practice جو دنیا کی تمام parliaments میں ہے، اس لیے میری آپ سے درخواست ہوگی، آپ یہ کہیں کہ Leader of the House ان کو assure کرائیں، ?what I should assure him میں یہ کہتا ہوں کہ جو ذمہ دار لوگ ہیں، آپ مجھ سے کہیں کہ میں ان کو کل بلاؤں اور ان سے پوچھوں کہ ?why they have not responded and given the answer

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ Leader of the House ہیں، آپ یہاں پر Prime Minister کو represent کر رہے ہیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: آپ کی بات درست ہے لیکن یہاں پر Leader of the House کی ذمہ داری ہے، جیسے پہلے معاملات پر Chairman of the Senate نے مجھے کہا، میں نے دو دنوں میں deliver کیا، I have called the officials in my office اور ان کے ساتھ بات چیت کی۔ سحر کامران صاحبہ یہاں پر بیٹھی ہیں، ان کا matter تھا اور دوسرے لوگوں کے matters تھے۔ اس طرح نہیں کہ میں وہاں سے معلومات لے کر بیان کروں، no ایسا نہیں ہے، اگر آپ کہتے ہیں تو میں ان کو بلا کر سامنے بات کرا دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! جہاں تک نثار صاحب کے question کا تعلق ہے۔ نثار صاحب! جہاں تک آپ کے سوال کا تعلق ہے، مجھے ابھی بتایا گیا ہے کہ آپ کا question جمعے کو آ رہا ہے، یہ ایک بات ہے۔ Leader of the House میں آپ کو دوسری بات یہ بتاؤں کہ you represent the Government and the Prime Minister here, میرا خیال ہے کہ نہ صرف Chair بلکہ the whole House unanimously آپ کو یہ اختیار دیتا ہے کہ آپ کسی بھی وقت کسی official کو بلائیں اور Senators صاحبان کے جس قسم کے grievances ہیں،

not only the official but also you can call the Ministers and ask them that these are the grievances of the Senators because you are the Government sitting here.

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: آپ جو کہہ رہے ہیں،

this is correct but in the specific matter which is raised here...

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان کو اس کا جواب جمعے کو مل جائے گا لیکن آپ generally observe کریں اور آپ دیکھیں۔ جی۔

سینیٹر نثار محمد: جناب! مجھے جو جواب ملا ہوا ہے، یہ جواب مجھے نہیں چاہیے، مجھے جواب چاہیے۔ جہانگیر بدر صاحب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ مجھے وہ جواب چاہیے جو جواب ہو نہ کہ پانچ مہینوں کے بعد یہی جواب ملے۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: یہ بالکل ٹھیک کہتے ہیں،

this answer is not satisfactory, the fact must be given to him and I assure this House that this will be done in letter and spirit.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ نثار صاحب! آپ کو Leader of the House کی طرف سے assurance مل گئی ہے۔ جی خالدہ پروین صاحبہ۔

سینیٹر خالدہ پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ جناب! میں بھی آج Defence Day کے حوالے سے ان شہداء کو خراج عقیدت پیش کرتی ہوں اور ان کے ساتھ مکمل اظہار یکجہتی کرتی ہوں جو سلالہ چیک پوسٹ یا گیاری سیکٹر میں شہید ہوئے ہیں، ہم ان تمام families کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہیں اور پوری قوم ان کے ساتھ ہے۔ ان میں ایک میجر ذکاء شہید ہوئے ہیں، ان کا تعلق میرے حلقے سے ہے، میں ان کے گھر بھی گئی اور میری کل بھی ان کے لواحقین سے ملاقات ہوئی ہے، ہم اپنے جوانوں سے یکجہتی کا اظہار کرتے ہیں۔ ہم آج کے دن اس بات کا عہد کرتے ہیں، ہماری سرحدوں کی جو حفاظت کر رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ ہم ہمیشہ ان کے ساتھ ہیں اور ان کے ساتھ کھڑے رہیں گے۔ Thank you Mr. Chairman.

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کا شکریہ۔ جی، سحر کامران صاحبہ آپ کچھ بولنا چاہتی ہیں۔

Senator Sehar Kamran: Yes, I would like to compliment Leader of the House

کہ انہوں نے ٹھیک بات کی ہے اور Leader of the House جہانگیر بدر صاحب کی بہت support رہی ہے۔ ایک بہت بڑا مسئلہ بیرون ملک پاکستانیوں کا تھا، especially سعودی عرب میں تھا۔ میں نے manual passport کی معیاد بڑھانے کا call attention notice دیا تو انہوں نے تمام متعلقہ افسران کو بلایا اور وہ معیاد extend ہوئی جس سے بہت سارے پاکستانیوں کا مستقبل secure ہوا otherwise وہ deport ہو جاتے۔

جناب! میں نے mobile units کے لیے یہاں پر سوال اٹھایا تھا اور مجھے مزید MRPK units کے بارے میں وزیر داخلہ اے رحمٰن ملک صاحب نے بتایا ہے کہ ان کا بہت جلد افتتاح ہو جائے گا اور وہ units وہاں پر پہنچ جائیں گے، وہ units purchase ہو چکے ہیں۔۔۔آگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔T16

T16-05SEP2012 FURQAN[ED.MUBASHIR] 8.30P.M. ER8

سینیٹر سحر کامران (جاری)

جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے add کرنا چاہوں گی کہ چند آمروں کی وجہ سے، we cannot undermine sacrifices, very precious sacrifices of our forces. بات صرف جنگ کی یا فتح کی نہیں ہے، بات سرحدوں کی حفاظت ہے، یہ ملک ہے تو ہم ہیں، یہ صرف سرحدوں کی حفاظت نہیں

کرتے.they are protecting against all internal and external security threats شہیدوں کو tribute پیش کرنے کے لئے صدر پاکستان آصف علی زرداری صاحب خود گیاری سیکٹر گئے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب بھارت سے جنگی قیدی واپس لائے اور پاکستان کا وقار بلند کیا۔ ہمیں اپنے sentiments کو بہت positives رکھنا چاہیے اور ہم ایسا message نہ دیں کہ یہ لگے کہ ہمیں اپنے دفاعی اداروں سے کوئی اختلاف ہے، ہاں کچھ لوگوں سے اختلاف ضرور ہو سکتا ہے۔ شہید ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی شہادت پر آج بھی ہمارا دل خون کے آنسو روتا ہے لیکن ہم ان شہیدوں کے sacrifices کو undermine نہیں کر سکتے اور میں یہ کہوں گی کہ صرف شہادت نہیں، وہ جذبہ جس کے تحت ,they go to those unfriendly conditions and environments ان جگہوں پر ہم چند لمحے بھی نہیں ٹھہر سکتے، وہاں صرف جانا اور dutiful ہونا، وہی بہت بڑی commitment ہے ہمیں ان کو tribute پیش کرنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ راجہ ظفرالحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: شکریہ جناب چیئرمین۔ سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب کی طرف سے ڈیفنس کمیٹی کی جو پہلی رپورٹ پیش کی گئی ہے، میں اس کو appreciate کرتا ہوں۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وہ ایک active intellectual ہیں اور انہوں نے اس کمیٹی کی working میں ایک نئی جان پیدا کی ہے۔

جب میں نے cursory اس رپورٹ کو دیکھا تو میں نے محسوس کیا کہ دو تین جگہیں ایسی ہیں کہ جہاں پر تھوڑی سی تصحیح کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر انہوں نے جو Fact Sheet on Civil Military Relations اس کے ساتھ لگائی ہوئی ہے، اس میں انہوں نے کہا ہے کہ

"1958 First Martial Law imposed. Ayub Khan has a high-profile US visit in March— coup comes 6 months later".

پہلا مارشل لاء 7 اکتوبر 1958 کو لگا تھا اور وہ سکندر مرزا نے لگایا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: لاہور میں۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: نہیں جی، پاکستان میں۔ جب 1956 کی constitution ختم کی گئی تھی اور 7 اکتوبر 1958 کو مارشل لاء لگایا گیا تھا، اس میں ایوب خان ڈیفنس منسٹر تھا، باقی اور لوگ بھی تھے اور 27 اکتوبر 1958 کو ایوب خان سکندر مرزا کو ہٹا کر خود Chief Martial Law Administrator بن گیا تھا۔ یہ ایک correction ضروری ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Raja *sahib*, you mean that first martial law was imposed in 1956.

Senator Raja Muhammad Zafar-ul-Haq: No, 7th October, 1958.

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری عرض سنیں، جب دولتانہ صاحب چیف منسٹر تھے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: دولتانہ نے نہیں لگایا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: اس سے پہلے جو لاہور میں مارشل لاء لگا تھا۔۔۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: وہ 1953 میں لگا تھا، وہ منی مارشل لاء تھا، وہ صرف لاہور میں لگا تھا۔ وہ اعظم خان نے لگایا تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی وہ اعظم خان نے لگایا تھا۔ ایک شہر میں ہو یا پورے پاکستان میں ہو، مارشل لاء مارشل لاء ہوتا ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفرالحق: بالکل مارشل لاء مارشل لاء ہوتا ہے۔ آپ بلوچستان کے چیف منسٹر صاحب کو follow کر رہے ہیں کہ ڈگری جعلی ہو یا صحیح ہو، ڈگری ڈگری ہوتی ہے۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس میں تھوڑا سا فرق ہے۔ پورے ملک میں 7 اکتوبر 1958 کو پہلا مارشل لاء لگا تھا اور وہ سکندر مرزا نے لگایا تھا اور پھر 20 دن کے بعد 27 اکتوبر کو ایوب خان نے take over کر کے مارشل لاء لگایا تھا اور سکندر مرزا کو باہر بھیج دیا تھا۔

آگے چل کر کچھ confused سی unclear statements دی گئی ہیں۔ اس میں ہے۔

"October 7, 1998: Gen. Karamat is sacked and replaced by Gen. Musharraf".

Gen. Karamat was never sacked, he had resigned. یہ کل کی بات ہے۔ He had floated the idea of National Security Council, انہوں نے ایک lecture میں یہ کہا، دوسرے دن وہ چھپا اور اس کے خلاف میں نے یہ کہا تھا کہ elected government کے ہوتے ہوئے اس کے اوپر ایک super impose کر کے National Security Council نہیں ہونی چاہیے۔ ڈیفنس منسٹری موجود ہے، ڈیفنس کمیٹی موجود ہے، ان کو یہ suggest نہیں کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا اگر آپ میری اس بات سے محسوس کرتے ہیں کہ میں نے غلط کیا ہے تو I resigned, اور he was never sacked. تو یہ fact جو یہاں لکھا ہوا ہے یہ ٹھیک نہیں ہے۔

آگے چل کر July 4, 1999 کا لکھا گیا ہے، I was in the Defence Committee اور Prime Minister House میں جنرل پرویز مشرف نے briefing دیتے ہوئے جو کہ آخری briefing تھی اس میں یہ کہا کہ انڈیا نے اتنی پوسٹیں لے لی ہیں and then Prime Minister Mian Nawaz Sharif asked him کہ آپ کہتے تھے کہ ہم اوپر بیٹھے ہیں اور وہ نیچے ہیں، وہ تو کبھی اوپر آ ہی نہیں سکتے۔ اس نے کندھے جھٹکے اور کہا کہ بس انہوں نے لے لی ہیں۔ نواز شریف صاحب نے کہا کہ پھر آپ نے ملک کے ساتھ یہ ظلم کیوں کیا تھا اور briefing ختم ہو گئی۔ وہ جمعہ کا دن تھا، وہیں پرویز مشرف نے میاں صاحب کو کہا کہ آپ کسی کو کہہ کر جنگ بند کروائیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اب کس کے پاس جاؤں اور میں کیوں کہوں، کل تک تو ہم نے ایٹمی دھماکے کیے تھے، پوری دنیا میں پاکستان کی واہ واہ ہوئی تھی اور آج آپ مجھے کہہ رہے ہیں کہ میں کسی کے پاس جا کر ان سے یہ درخواست کروں کہ ہماری جنگ بند کروائیں۔ آپ نے کیوں یہ کیا تھا۔ مجھے نواز شریف صاحب نے بتایا کہ اس نے مجھ سے یہ کہا ہے۔ میں نے کہا اگر اس کی ذات کی بات ہوتی تو آپ intervene نہ کرتے اور اگر دو چار جرنیلوں کی بات ہوتی تو ہم کہتے کہ تم نے جو کیا ہے وہ بھگتو لیکن چونکہ اس کے نتائج اس ایک دفعہ پھر 1971 کی طرح پورے پاکستان پر پڑیں گے تو اس لئے آپ کوئی کوشش کر کے واقعی اس کو بند کروائیں۔ Then he had to make efforts کہ یہ جنگ بند ہو اور پھر یہ جنگ بند ہوئی۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ

"Nawaz Sharif is fearful of military coup".

یہ تو کلنٹن کی کتاب میں بھی لکھا ہوا ہے اور باقی لوگوں نے بھی یہ کہا ہے کہ اس نے کسی کو بغیر بتائے ہوئے ایسا کیا اور اس نے خود اپنی کتاب میں بھی لکھا ہے کہ میں نے کسی کو بتایا ہی نہیں کیونکہ یہ leakage ہو جائے گی، اس کو secret رکھنا چاہتا تھا۔ یہ نہ نیوی چیف کو پتا تھا، نہ ائر چیف کو پتا تھا، نہ باقی کور کمانڈرز کو پتا تھا اور اس نے جنگ چھیڑ دی۔ انہوں نے جو تین چار جرنیلوں کا ذکر کیا وہ بالکل درست ہے۔ یہ جو لکھا ہوا ہے کہ "Nawaz Sharif is fearful of military coup" یہ 4 جولائی 1999 کی بات ہے اور پھر coup جا کر 12 اکتوبر کو ہوا۔ یہ اس کے sack کرنے کی وجہ سے نہیں ہوا بلکہ military had already decided to take over اور یہ جو کارگل کا سلسلہ تھا، it was a part of a conspiracy پھر اس کے بعد لکھا گیا ہے۔

"October 12, 1999: 4th military coup takes place after Musharraf sacking is announced".

اگر 4 جولائی کو ہی اس خطرے کا اظہار کیا جا رہا تھا کہ take over کر رہے ہیں تو وہ اس کے sack کرنے پر نہیں ہوا تھا، they have already planned کہ ہم نے یہ کرنا ہے کہ شاید ہمارے خلاف action ہو جائے جو ہم نے بغیر کسی کو بتائے ہوئے یہ misadventure کیا ہے۔ یہ جو یہاں کہا گیا ہے کہ انہوں نے کسی کو بغیر بتائے ہوئے کیا تھا تو وہ واقعی درست ہے اور یہ misadventure تھا کہ جس کا نقصان پاکستان کو ہوا ہے۔

(آگے جاری T17)

T17-05SEP2012........FANI\ED(Altaf Sheikh).........8.40PM........UR12

راجہ محمد ظفر الحق (جاری)

اور یہ جو یہاں یہ کہا گیا ہے کہ انہوں نے بغیر کسی کو بتائے یہ کیا تھا وہ واقعی درست ہے اور یہ misadventure تھا جس کا نقصان پاکستان کو ہوا ہے، بہت سارے لوگ بھی مارے گئے پاکستان کی prestige بھی داؤ پر لگی اور democratic history کا سارا course ہی بدل گیا۔ انہوں نے یہ ظلم پاکستان کے ساتھ کیا، پاکستان کے آئین کے ساتھ اور پھر یہ آٹھ نو سال جو ہیں اسی سلسلے میں لگ گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان چیزوں کو یہاں clear ہونا چاہیے تھا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی مشاہد صاحب۔

Senator Mushahid Hussain Syed: Sir, I am thankful to you. First of all I am very grateful to Raja *sahib* for his kind comments and I just want to set the factual record straight.

میں نے کوئی ایسی بات نہیں لکھی اور میں facts کے بارے میں بڑا clear ہوں۔ facts are sacred, opinions you can have وہ views ہوتے ہیں۔ اب یہ جو پہلی بات انہوں نے کہی ہے میں نے 58 کا لکھا ہے، میں نے یہ نہیں کہا کہ 58 کا coup مارشل لاء کس نے impose کیا ہے۔ میں نے کہا ہے 58 first Marshal Law imposed. I didn't say ایوب خان نے impose کیا۔ and the fact is it was a joint operation of Skindar Mirza and Ayub Khan. میں نے کہا کہ Ayub Khan has a high profile US visit in March 1958, coup come six months later. مارچ 1958 میں he goes there on a very important visit اس کے چھ مہینے بعد coup ہوتا ہے۔ یہ factually accurate ہے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سکندر مرزا نے کیا۔ کیا officially سکندر مرزا نے

اس میں کوئی ایسی چیز نہیںand twenty days later you were sacked. So factuallyمارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ایوب خان تھا۔martial law announce کیا تھا

ہے۔

دوسری بات about the Jehangir Karamat and اس کے بارے میں کچھ facts میرے پاس بھی ہیں۔ جہانگیر کرامت اپنی مرضی سے نہیں گیا، ان سے استعفیٰ مانگا گیا تھا۔ جناب! آپ ڈپٹی چیئرمین ہیں، آپ سے استعفیٰ مانگا جائے، آپ استعفیٰ دے دیں اس کا مطلب ہے آپ کو نکال دیا گیا ہے، آپ کو برطرف کر دیا گیا ہےhe was sackedمیں حقیقی بات کر رہا ہوں وہ اپنی مرضی سے نہیں گئے تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: استعفیٰmeans کہ اپنی مرضی اپنی will ہونی چاہیے۔

سینیٹر مشاہد حسین سید: جی استعفیٰ ہوتا ہے کہ میں نے اپنی مرضی سے voluntarily استعفیٰ دیا۔ اگر آپ کو کہا گیا ہو کہ you are sacked. So that is very clear and about this other thing میں نے یہ نہیں کہا کہ coup کی بات تو چار جولائی سے شروع ہو گئی تھی اور یہ Broos Ridle جو Clinton کا note taker ہے اس نے اپنی کتاب میں یہ بات لکھی ہے۔Broos Ridle نے خود لکھا ہے کہ there was a talk of a military coup as far as 4th July, so اس میں کوئی ایسی چیز factually inaccurate نہیں ہےbut I am grateful for his comments کیونکہ میں نے صرف اس historyکے حوالے سے بات کی ہے۔ you have a totally ruthless history doesn't spare anybody. جو جس کا role ہوتا ہے وہ ہوتا ہے۔ but I am grateful to Raja Sahib for his comments but there is nothing which factually is inaccurate and I am just saying on 12th October, کہ وہ coup اس کے بعد announce ہوا تھا۔ that's all but I am very grateful, this is the spirit sir, we should have about discussing Pakistan's history, Pakistan's Defence issues. ہمارے ہاں بہت سے علاقے No go areas بن گئے ہیں۔ قومی سلامتی پر بات نہ کرو، ڈیفنس پر کوئی بات نہ کرو، فلاں چیز خفیہ ہے what happens is کہ یہ بات خفیہ رہتی ہے اپنے عوام سے یہی باتیں ہم امریکنوں کے ساتھ discuss کرتے ہیں، یہی باتیں ہم foreignersکے ساتھ discuss کرتے ہیں ان کو سب کچھ پتا ہوتا ہے، ہمارے لوگوں کو اور ہماری leadershipکو بھی پتا نہیں ہوتا اور آپ نے دیکھا کہ وکی لیکس میں کیا ہوا۔ وکی لیکس نے ثابت کر دیا ہے کہ جو بات ہم اپنے عوام سے چھپاتے ہیں ہم foreigners سے کرتے ہیں تو اسی spirit میں Senate Defence and Defence Production Committee... I am very grateful, my worthy colleague Senator Ishaq Dar Sahib is here, he is also a distinguished member of the Committee we all are playing a very major role. That is why I say that when we talk of National Defence, National Security we have to have new assumptions, new policies and that Leadership has to be coming from Parliament. انشاء اللہ تو وہ ہم provide کریں گے and it should start with speaking the truth and stating the facts and then being very transparent. So I am very grateful to all the members for this support. ڈار صاحب! میں نے آپ کے آنے سے پہلے سب کا شکریہ بھی ادا کیا ہے جنہوں نے یہ کردار ادا کیا ہے اور میں نے یہ بھی کہا ہے کہ انشاء اللہ آئندہ ہم جو members ہیں ان کی contribution اگر کوئی articles ہیں، ان کے جو comments ہیں وہ بھی انشاء اللہ شامل کریں گے کیونکہ it is also an exercise in giving leadership and

کہ سینیٹ میں اتنا کرنٹ ideas and issues to the Defence Establishment, to the Government also and above all to the people of Pakistan ہے، پارلیمنٹ میں اتنی جان ہے کہ وہ intellectually بھی اور پالیسی کے حوالے سے بھی ملک کی راہنمائی کر سکتی ہے، قومی سلامتی اور قومی دفاع کے مسئلے پر۔ Thank you very much sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین: راجہ صاحب! میں نے جو آپ سے عرض کیا تھا کہ 1958 میں جو مارشل لاء لگا تھا ایوب خان صاحب کا، میں نے سکندر مرزا کی کتاب میں پڑھا تھا کہ when I was Secretary Defence جب پنجاب میں مسئلہ پیدا ہو گیا تھا تو میں نے اعظم خان کو کہا کہ آپ مارشل لاء لگائیں اور takeover کر لیں۔ اس زمانے میں probably خواجہ ناظم الدین وزیراعظم تھے that he says کہ پنجاب میں جب دولتانہ صاحب کی حکومت کو ختم کیا اور ہم نے مارشل لاء لگایا تو جو رپورٹیں آ رہی تھیں کہ آج اتنے علماء مارے گئے، آج اتنے علماء کو گرفتار کیا تو مجھے وزیراعظم صاحب نے بلایا تو میں نے دیکھا تو وزیراعظم سجدے میں گرے ہوئے تھے۔ مجھے وزیراعظم صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب میں اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا میں نے کہا جی کوئی ایسی بات نہیں everything will be all right آپ اتنے علماء مار رہے ہیں، اتنے علماء گرفتار ہو رہے ہیں، ٹارچر ہو رہے ہیں میں خدا کو کیا جواب دوں گا؟ مرزا صاحب لکھتے ہیں میں نے جنرل اعظم خان صاحب کو کہا کہ یہ کیوں لکھتے ہو کہ اتنے علماء مارے گئے کہو اتنے شرپسند مارے گئے ہیں۔ خواجہ صاحب کو جب دوسرے دن رپورٹ ملی کہ اتنے شرپسند مارے گئے تو انہوں نے کہا اب کام ٹھیک ہو رہا ہے۔ I wanted to know آپ نے کہا تھا کہ that was the first Martial Law probably in Pakistan.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: یہ آپ 1953 کی بات کر رہے ہیں وہ صرف لاہور میں مارشل لاء لگا تھا۔ یہ جو بات ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں میں اس کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ آپ نے کہا تھا کہ پہلا مارشل لاء تو میں نے کہا کہ پہلا مارشل لاء was that.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: پہلا مارشل لاء اسی وقت لگا مگر یہاں لکھا ہوا ہے کہ 1958 میں ہوا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں اس کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ راجہ صاحب! پہلے مارشل لاء کی بات پر آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے ریکارڈ میں یہ کہا ہے کہ پہلا مارشل لاء 1958 میں لگا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پہلا مارشل لاء 1953 میں لگا ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جی 1953 ہی میں لگا تھا لیکن وہ اعظم خان نے لگایا تھا، وہاں کا مسئلہ تھا یہ جو 1958 میں لگا اس کی بات ہو رہی ہے وہ سکندر مرزا نے لگایا تھا۔

Mr. Deputy Chairman: OK. Now the House stands adjourned to meet again on Thursday, the 6th September, 2012 at 5.00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 6th September, 2012 at 5.00P.M.]